88

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ، 17۔ جولائی 2012

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سوالات

(محکمہ صحت)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

غیر سرکاری ارکان کی کارروائی

حصہ اوّل

(مسودہ قانون)

RECONSIDERATION OF THE PROVINCIAL ASSEMBLY OF THE PUNJAB PRIVILEGES (AMENDMENT) BILL 2008 (Bill No. 15 of 2008)

Ch Aamar Sultan Cheema: to move that the message of the Governor in respect of the Provincial Assembly of the Punjab Privileges (Amendment) Bill 2008, as passed by the Assembly on 28th February 2012, be taken into consideration at once.

Ch Aamar Sultan Cheema: to move that the Provincial Assembly of the Punjab Privileges (Amendment) Bill 2008, as originally passed by the Assembly and returned by the Governor under Article 116(2)(b) of the Constitution, be reconsidered by the Assembly in the light of the message of the Governor.

Ch Aamar Sultan Cheema: to move that the Provincial Assembly of the Punjab Privileges (Amendment) Bill 2008, as originally passed by the Assembly, be passed again.

89

حصہ دوم

قرارداد

(مفاد عامہ سے متعلق)

محترمہ نگہت سلیم: یہ ایوان وفاقی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ گروپ کیپٹن (ریٹائرڈ) جناب سیسل چودھری کو خراج تحسین پیش کرنے کے لئے ملک کے کسی بھی ایئر بیس کو ان کے نام سے منسوب کیا جائے۔

90

صوبائی اسمبلی پنجاب

پندرھویں اسمبلی کا انتالیسواں اجلاس

منگل، 17۔ جولائی 2012

(یوم الثلاثہ، 26۔ شعبان المعظم 1433ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 11 بج کر 47 منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری عبدالغفار شاکر نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم o

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِ o

وَالَّيۡلِ اِذَا يَغۡشٰى ۙ﴿۱﴾ وَالنَّهَارِ اِذَا تَجَلّٰى ۙ﴿۲﴾ وَمَا خَلَقَ الذَّكَرَ
وَالۡاُنۡثٰٓى ۙ﴿۳﴾ اِنَّ سَعۡيَكُمۡ لَشَتّٰى ؕ﴿۴﴾ فَاَمَّا مَنۡ اَعۡطٰى وَ
اتَّقٰى ۙ﴿۵﴾ وَصَدَّقَ بِالۡحُسۡنٰى ۙ﴿۶﴾ فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلۡيُسۡرٰى ؕ﴿۷﴾
وَاَمَّا مَنۡۢ بَخِلَ وَاسۡتَغۡنٰى ۙ﴿۸﴾ وَكَذَّبَ بِالۡحُسۡنٰى ۙ﴿۹﴾
فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلۡعُسۡرٰى ؕ﴿۱۰﴾ وَمَا يُغۡنِىۡ عَنۡهُ مَالُهٗۤ اِذَا تَرَدّٰى ؕ﴿۱۱﴾
اِنَّ عَلَيۡنَا لَلۡهُدٰى ۖ﴿۱۲﴾ وَاِنَّ لَنَا لَلۡاٰخِرَةَ وَالۡاُوۡلٰى ﴿۱۳﴾ فَاَنۡذَرۡتُكُمۡ
نَارًا تَلَظّٰى ﴿۱۴﴾ لَا يَصۡلٰٮهَاۤ اِلَّا الۡاَشۡقَى ۙ﴿۱۵﴾ الَّذِىۡ كَذَّبَ وَتَوَلّٰى ؕ﴿۱۶﴾

سورۃ اللیل آیات 1تا16

رات کی قسم جب (دن کو چھپالے (1) اور دن کی قسم جب چمک اٹھے (2) اور اس (ذات) کی قسم جس نے نر اور مادہ پیدا کئے (3) کہ تم لوگوں کی کوشش طرح طرح کی ہے (4) تو جس نے (اللہ کے رستے میں مال) دیا اور پرہیز گاری کی (5) اور نیک بات کو سچ جانا (6) اس کو ہم آسان طریقے کی توفیق دیں گے (7) اور جس نے بخل کیا اور بے پروا بنا رہا (8) اور نیک بات کو جھوٹ سمجھا (9) اسے سختی میں پہنچائیں گے (10) اور جب وہ (دوزخ کے گڑھے میں) گرے گا تو اس کا مال اس کے کچھ بھی کام نہ آئے گا (11) ہمیں تو راہ دکھا دینا ہے (12) اور آخرت اور دنیا ہماری ہی چیزیں ہیں (13) سو میں نے تم کو بھڑکتی

آگ سے متنبہ کر دیا(14)اس میں وہی داخل ہو گا جو بڑا بد بخت ہے (15) جس نے جھٹلایا اور منہ پھیرا(16)

وماعلینا الاالبلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ جناب محمد افضل نوشاہی نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

غم زدوں کے لئے رحمت مصطفیٰ ﷺ وہ سمندر ہے جس کا کنارہ نہیں
حشر کے دن بھی وہ سب کے کام آئیں گے کون ہے جس نے اُن کو پُکارا نہیں
شاہد اس پہ ہوا ہے کلام خُدا مصطفیٰ ﷺ کی رضا ہے خُدا کی رضا
اپنے محبوب سے حق نے فرما دیا جو تمھارا نہیں وہ ہمارا نہیں
کیا گھڑی ہو گی محشر میں سب انبیاء اُمتوں کو نہ دیں گے کوئی آسرا
ہو گی سب کی زبان پر یہی اک صدا مصطفیٰ ﷺ کے سوا کوئی چارہ نہیں
ہو کے وارفتہ جو بھی مدینے گیا سبز گنبد کو بس دیکھتا رہ گیا
ساری دنیا میں ایسا حسیں دلرُبا دوسرا اور کوئی نظارہ نہیں

سوالات

(محکمہ صحت)

نشان زدہ سوالات اوران کے جوابات

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔اس سے پیشتر کہ ہم کارروائی کا آغاز کریں ہمارے اس House کے سابق معزز ممبر ملک رشید احمد خان جو کہ اب ماشاء اللہ قومی اسمبلی پاکستان کے ممبر ہیں وہ اس وقت سپیکر گیلری میں تشریف فرماہیں ہم ان کو welcome کرتے ہیں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران نے ڈیسک بجاکر معزز مہمان کا خیر مقدم کیا)

اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔پہلا سوال محترم محمد نوید انجم صاحب کا ہے۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! سوال نمبر2558 ہے اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

فاطمہ جناح میڈیکل کالج لاہور میں بھرتی کی تفصیلات

*2558: جناب محمد نوید انجم: کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) یکم جنوری 2007 سے آج تک فاطمہ جناح میڈیکل کالج، لاہور میں پروفیسر، ایسوسی ایٹ پروفیسر، اسسٹنٹ پروفیسر اور سینئر رجسٹرار کی کتنی پوسٹوں پر بھرتی کی گئی؟

(ب) بھرتی ہونے والے افراد کے نام، عہدہ، گریڈ، تعلیمی قابلیت، ڈومیسائل، پتاجات اور تجربہ کی تفصیل بیان کریں؟

(ج) ان اسامیوں پر بھرتی کے لئے کتنے افراد نے درخواستیں دیں ان کے نام، ولدیت، تعلیمی قابلیت اور تجربہ بیان کریں؟

(د) اگر بھرتی میرٹ پر ہوئی تو میرٹ لسٹ نیز میرٹ بنانے والے ملازمین کے نام، عہدہ اور گریڈ بتائیں؟

(ہ) کیا حکومت کے علم میں ہے کہ جن افراد کو ان پوسٹوں پر بھرتی کیا گیا ہے، ان سے اعلیٰ تعلیم یافتہ اور تجربہ کار افراد کو نظرانداز کرکے ان کو بھرتی کیا گیا ہے؟

(و) کیا حکومت غیر قانونی بھرتی کی تحقیقات کروانے اور حق دار افراد کو بھرتی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی):

(الف) یکم جنوری 2007 سے آج تک فاطمہ جناح میڈیکل کالج / سر گنگا رام ہسپتال لاہور میں پروفیسرز، ایسوسی ایٹ پروفیسرز، اسسٹنٹ پروفیسرز اور سینئر رجسٹرارز کی بھرتی کی تفصیل درج ذیل ہے۔

سال 2007 میں 06 اسسٹنٹ پروفیسرز بھرتی کئے گئے۔

سال 2008 میں کوئی پروفیسر، ایسوسی ایٹ پروفیسر اور اسسٹنٹ پروفیسر بھرتی نہ ہوا ہے تاہم 29 سینئر رجسٹرار بھرتی کئے گئے ہیں۔

سال 2009 میں 2 پروفیسرز، 06 ایسوسی ایٹ پروفیسرز، 17 اسسٹنٹ پروفیسرز اور 05 سینئر رجسٹرار بھرتی کئے گئے ہیں۔

سال 11-2010 میں مندرجہ بالا پوسٹوں پر کوئی بھرتی نہ ہوئی ہے۔

سال 2012 میں 4 پروفیسرز، 2 ایسوسی ایٹ پروفیسرز، 8 اسسٹنٹ پروفیسرز اور 18 سینئر رجسٹرار کی پوسٹوں پر بھرتی کے لئے سلیکشن لسٹ انٹرویو لینے کے بعد مورخہ 5۔ جون 2012 کو محکمہ صحت کو بھجوادی ہے جن پر محکمہ صحت جلد احکامات جاری کر دے گا۔

(ب) یکم جنوری 2007 سے آج تک فاطمہ جناح میڈیکل کالج / سر گنگا رام ہسپتال لاہور میں کل 67 افراد کو بھرتی کیا گیا جبکہ 2012 میں 33 افراد کے ناموں کی حتمی منظوری کے لئے حکومت پنجاب کو لسٹ بھیج دی گئی ہے۔ تفصیل (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) متذکرہ اسامیوں پر بھرتی کے لئے درخواستیں دینے والے افراد کی تفصیل (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) تمام بھرتی حکومت پنجاب کی میرٹ پالیسی کے مطابق سپیشل سلیکشن بورڈ کے تحت کی گئی جس کے مطابق متعلقہ ادارہ کا سربراہ (پرنسپل، FJMC) چیئرمین ہوتا ہے جبکہ دیگر ممبران میں متعلقہ شعبہ کا ہیڈ اور حکومت پنجاب کی طرف سے محکمہ صحت کا نمائندہ شامل ہوتا ہے۔ تفصیل بمعہ میرٹ لسٹ (ج) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ہ) تمام افراد کو ان کی تعلیمی قابلیت اور تجربات کے مطابق اوپن میرٹ اور گورنمنٹ کی پالیسی کے مطابق بھرتی کیا گیا ہے۔ تمام افراد کے سپیشل سلیکشن بورڈ کی سفارش پر محکمہ صحت

حکومت پنجاب نے آرڈرز جاری کئے ہیں۔ کسی بھی اعلیٰ تعلیم یافتہ اور اعلیٰ تجربہ کار امیدوار کو نظر انداز نہیں کیا گیا۔

(و) ادارہ ہذا میں ہر دفعہ بھرتی میرٹ پر کی گئی، بغیر میرٹ اور قواعد و ضوابط کے برعکس کوئی بھرتی نہ کی گئی اور نہ ہی اس سلسلہ میں درخواست دہندگان کی طرف سے کوئی بھی شکایت موصول ہوئی ہے لہذا تحقیقات کا کوئی جواز نہ ہے۔ تاہم اگر ادارے کو اس بابت کوئی شکایت موصول ہوئی تو مکمل تحقیقات کی جائیں گی۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! میں جواب سے مطمئن ہوں۔

جناب سپیکر: ماشاء اللہ۔ آپ کو بہت مبارک ہو۔ اگلا سوال بھی محترم نوید انجم صاحب کا ہے۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! سوال نمبر 2808 ہے اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

پنجاب ڈینٹل ہسپتال لاہور کی تفصیلات

*2808: جناب محمد نوید انجم: کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) پنجاب ڈینٹل ہسپتال لاہور سے ملحقہ ڈینٹل کالج کب قائم کیا گیا تھا، اس کے قیام کے اغراض و مقاصد بتائیں؟

(ب) اس میں کہاں تک تعلیم دی جاتی ہے؟

(ج) ان طالب علموں سے ماہانہ کتنی فیس وصول کی جاتی ہے؟

(د) اس کے سال 08-2007 اور 09-2008 کے اخراجات بتائیں؟

(ہ) اس کالج کی ان سالوں کی آمدن سال وار بتائیں نیز آمدن کے ذرائع کون کون سے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی):

(الف) پنجاب ڈینٹل کالج لاہور 1934 میں لاہور وال سٹی ٹیکسالی کے ساتھ قائم کیا گیا تھا۔
ڈینٹل کالج کے قیام کا مقصد لاہور شہر، صوبہ پنجاب اور پاکستان بشمول برصغیر پاک و ہند کے لوگوں کے لئے دانتوں کے علاج کے لئے تربیت گاہ کا قیام تھا۔

(ب) ڈینٹل کالج لاہور میں درج ذیل کیٹیگریز میں تعلیم دی جاتی ہے۔

بنیادی تعلیم:

(i) بیچلر آف ڈینٹل سرجری(BDS)چار سالہ

پوسٹ گریجویٹ تعلیم:

(i) ایف سی پی ایس کی ٹریننگ(FCPS)چار سال

(ii) ایم سی پی ایس(MCPS)دو سال

(iii) ایم ڈی ایس کی ٹریننگ(MDS)چار سال

(iv) ایم فل کی ٹریننگ(M-Phill)دو سال

(ج) ڈینٹل کالج کے ہر BDS کے طالب علم سے سالانہ۔/13,972روپے بطور فیس وصول کئے جاتے ہیں اور پوسٹ گریجویٹس کو حکومتِ پنجاب(stipend)دیتی ہے۔

(د) ڈینٹل کالج لاہور کا سال08۔2007کا ٹوٹل خرچہ مبلغ دو کروڑ تراسی لاکھ انتالیس ہزار نو سو روپے ہے۔کاپی(الف)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

ڈینٹل کالج کا سال09۔2008کا ٹوٹل خرچہ مبلغ ایک کروڑ تہتر لاکھ تینتیس ہزار روپے ہے۔کاپی(ب)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ہ) ڈینٹل کالج لاہور کی سال08۔2007کی آمدن بطور سالانہ فیس مبلغ اکسٹھ لاکھ انتیس ہزار تین سو روپے ہے۔

سال09۔2008کی آمدن بصورت سالانہ فیس گیارہ لاکھ چونتیس ہزار نو سو روپے ہے۔

آمدن کے ذرائع:۔

بی ڈی ایس کے طالب علموں سے فیس وصول کی جاتی ہے۔

نیز اس کالج کو گورنمنٹ آف پنجاب کی طرف سے سال08۔2007میں مبلغ چار کروڑ چودہ لاکھ تراسی ہزار روپے بجٹ گرانٹ دی گئی تھی اور سال09۔2008میں مبلغ چار کروڑ انیس لاکھ تینتیس ہزار روپے بجٹ گرانٹ دی گئی ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! میں اس کے جواب سے بھی مطمئن ہوں۔

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! میں اس پر ضمنی سوال پوچھنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، پوچھیں۔

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! اس سوال کے جز(ج) میں بتایا گیا ہے کہ "ڈینٹل کالج کے ہر BDS کے طالب علم سے سالانہ -/13,972 روپے بطور فیس وصول کئے جاتے ہیں اور پوسٹ گریجویٹس کو حکومت پنجاب stipend دیتی ہے۔" میرا پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے ضمنی سوال یہ ہے کہ حکومت ایک طالب علم کو ڈاکٹر یا ڈینٹل ڈاکٹر بنانے پر تقریباً کتنا خرچہ کرتی ہے اور کیا ہم ان سے کوئی bond لیتے ہیں کہ وہ تعلیم حاصل کرنے کے بعد پاکستان کے عوام کی خدمت کریں گے؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! اس میں گزارش یہ ہے کہ ہم طالب علموں کو subsidy دیتے ہیں۔ مبلغ -/13,972 روپے طالب علم خود pay کرتا ہے اور باقی اخراجات حکومت ادا کرتی ہے۔ اس طرح چار، پانچ سالوں میں حکومت کا تقریباً پچیس سے تیس لاکھ روپے ایک ڈاکٹر بنانے پر خرچ آتا ہے۔ دوسری جو پوسٹ گریجویٹس ٹریننگ کی بات کی جارہی ہے جب کوئی ڈاکٹر BDS کر لیتا ہے تو اس کے بعد چند سیٹیں ہوتی ہیں کہ جن کو ہم stipend دیتے ہیں۔ میں گزارش کرتا چلوں کہ 08-2007 میں پوسٹ گریجویٹس طالب علموں کا مشاہرہ آٹھ ہزار روپے تھا جبکہ آج یہ 42 سے 44 ہزار روپے ہے تو چار سالوں میں تقریباً چار گنا اس میں اضافہ ہوا ہے اور دوسری بات جو معزز ممبر نے پوچھی ہے کہ bond لیتے ہیں یا نہیں تو اس وقت کسی بھی میڈیکل یا ڈینٹل گریجویٹ سے کوئی بانڈ نہیں لیا جاتا۔ آج سے بیس سال پہلے بانڈ لیا جاتا تھا اور گورنمنٹ یا آرمی کی دو سال کی سروس لازمی تھی لیکن اس میں پرائیویٹ سیکٹر کے involve ہونے کے بعد یہ بانڈ لینا بند کر دیا گیا ہے۔

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! اس سوال کے جز(د) کے جواب میں لکھا ہے کہ ڈینٹل کالج لاہور کا 08-2007 کا ٹوٹل خرچہ مبلغ 2 کروڑ 83 لاکھ، 39 ہزار 9 سو روپیہ ہے۔ اسی سوال کے جز(ہ) کے جواب میں آگے جا کر یہ لکھتے ہیں کہ نیز اس کالج کو پنجاب حکومت کی طرف سے 08-2007 میں مبلغ 4 کروڑ 14 لاکھ 83 ہزار روپیہ کی گرانٹ دی گئی۔ ایک طرف تو یہ کہتے ہیں کہ اس کا خرچہ صرف 2 کروڑ روپیہ ہے اور دوسری طرف کہتے ہیں کہ اسی سال میں انہیں 4 کروڑ روپیہ دیا گیا۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ یہ 4 کروڑ روپیہ کس لئے دیا گیا؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! اس کالج کا بجٹ تقریباً 3 کروڑ روپیہ ہے اور اُس کے بعد جب تنخواہیں بڑھائی گئیں، ڈینٹل میٹریل، لوکل پرچیز اور علاج کی مد کے حوالہ سے سرکاری ہسپتال جو جو ڈیمانڈ بھیجتے ہیں اُس کے مطابق اُن کو گرانٹ دے دی جاتی ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! اس ہسپتال کی 08-2007 میں انکم 61 لاکھ 29 ہزار روپیہ ہے اور 09-2008 میں یہ انکم 11 لاکھ 34 ہزار روپے رہ گئی۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ وہاں پر پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے کبھی کوئی وزٹ کیا ہے؟ وہاں پر عملی طور پر کوئی کام نہیں ہو رہا، لوگوں کو وہاں پر کوئی سہولت نہیں ہے اور میرے اس دعویٰ کا ثبوت یہ ہے کہ وہاں پر پرچی انکم کتنی کم ہو گئی ہے تو اس کا مطلب ہے کہ وہاں پر کوئی مریض نہیں جاتا اور یہ بتائیں کہ یہ حال کیوں ہوا؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! میں ذرا تصحیح کر دوں کہ اس ڈینٹل کالج کے دو ڈینٹل ہسپتال ہیں۔ شیخ صاحب پرچی فیس کی جو بات کر رہے ہیں اس حوالہ سے بات یہ ہے کہ وہاں پر فری ادویات اور مفت علاج معالجہ فراہم کیا جا رہا ہے اس لئے وہاں پر حکومت کا بجٹ بڑھ گیا ہے اور چیف منسٹر نے وہاں پر کار سٹینڈ، موٹر سائیکل سٹینڈ اور پرچی فیس ختم کر دی ہوئی ہے تاکہ لوگوں کو facilitate کیا جا سکے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! 09-2008 کی بات ہو رہی ہے۔ میں ثابت کر سکتا ہوں کہ وہاں پر کوئی کام نہیں ہو رہا اور مریضوں کا بڑا بُرا حال ہے۔

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب! آپ شیخ صاحب کے ساتھ coordinate کر کے اس معاملہ کو دیکھ لیں۔ اگلا سوال محترمہ نگہت ناصر شیخ کا ہے۔ جی، محترمہ!

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 3749 ہے۔

لاہور میں تعینات ڈرگ انسپکٹروں کی کارکردگی کی تفصیلات

*3749: محترمہ نگہت ناصر شیخ: کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ لاہور میں ڈرگ انسپکٹروں کی کارکردگی جانچنے کے لئے خفیہ فورس تشکیل دینے کا فیصلہ کیا گیا ہے؟

(ب) سال 08۔2007 کے دوران کتنے ڈرگ انسپکٹروں کے خلاف خفیہ رپورٹس محکمہ کو وصول ہوئیں؟

(ج) لاہور کے حلقہ پی پی۔147 سے کتنے ڈرگ انسپکٹروں کے خلاف خفیہ رپورٹس ملیں؟

(د) لاہور کے حلقہ پی پی۔147 میں سال 09-2008 میں کتنے میڈیکل سٹوروں کے خلاف چالان پیش کئے گئے، میڈیکل سٹوروں کے نام بتائیں اور چالانوں سے حاصل شدہ رقم سے بھی آگاہ فرمائیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی):

(الف) یہ درست نہ ہے کہ لاہور میں ڈرگ انسپکٹروں کی کارکردگی جانچنے کے لئے خفیہ فورس تشکیل دینے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔ البتہ وزیراعلیٰ پنجاب کی ہدایت پر تشکیل شدہ ٹاسک فورس برائے انسداد جعلی ادویات کی TOR میں ڈرگز انسپکٹروں کی کارکردگی جانچنا بھی شامل ہے۔

(ب) سال 08۔2007 کے دوران ڈرگ انسپکٹروں کے خلاف کوئی خفیہ رپورٹ محکمہ کو وصول نہ ہوئی ہے۔

(ج) لاہور کے پی پی۔147 سے کسی ڈرگ انسپکٹر کے خلاف خفیہ رپورٹ نہیں ملی۔

(د) لاہور کے حلقہ پی پی۔147 میں سال 2008 سے مئی 2012 تک جن میڈیکل سٹوروں کے خلاف چالان پیش ہوئے ان کے نام اور چالانوں سے حاصل شدہ رقم کی تفصیل (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! اس سوال کے جواب میں کہا گیا ہے کہ چیف منسٹر کی ہدایت پر ٹاسک فورس بنائی گئی ہے تو میرا پہلا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا وہ ٹاسک فورس ابھی بھی کام کر رہی ہے۔ اس کے ساتھ انہوں نے کہا ہے کہ جعلی ادویات کی TOR میں ڈرگ انسپکٹروں کی کارکردگی کو جانچنا بھی شامل ہے تو کتنے ڈرگ انسپکٹروں ان کے معیار پر پورے اُترے؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! پورے پنجاب کے ڈرگ انسپکٹروں کی شہرت کے حوالہ سے verification کی گئی اور اچھی شہرت کے لوگوں کو فیلڈ میں تعینات کیا گیا اور جن کے بارے میں کوئی شکوک و شبہات تھے انہیں مختلف ہسپتالوں اور دیگر اداروں میں تعینات کر دیا

گیا۔ اس کے لئے کوئی ایسی ٹاسک فورس تشکیل نہیں دی گئی تھی۔ محکمہ اپنے طور پر معلومات حاصل کرتا ہے اور اس کے نتیجہ میں تبادلے اور تعیناتیاں کرتا ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے بتایا ہے کہ قابل لوگوں کو تعینات کر دیا گیا تو پھر جعلی اور پرانی ادویات کیوں فروخت ہو رہی ہیں؟ جز (د) میں ایک لسٹ بھی دی گئی ہے جس میں جعلی ادویات بیچنے پر میڈیکل سٹوروں کے چالان کئے گئے ہیں تو کیا یہ اتنا معمولی سا جرم ہے کہ آپ جعلی یا پرانی ادویات فروخت کر کے لوگوں کی جان لے رہے ہیں اور اُس کا جرمانہ صرف 6 یا 8 ہزار روپیہ ہے؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! یہ صرف جعلی ادویات کے کیس نہیں ہیں۔ ڈرگ کورٹس آزاد عدالتیں ہیں وہ خود فیصلہ کرتی ہیں اور گورنمنٹ کا کام prosecution کرنا ہے کہ جو میڈیکل سٹور بے ضابطگیوں میں ملوث ہوتے ہیں ہم اُن کے خلاف کارروائی کر کے عدالتوں کو بھیجتے ہیں اور ڈرگ کورٹس کے جج ہائیکورٹ کے جج کے عہدے کے افسر ہوتے ہیں اور وہ سزائیں دیتے ہیں۔ محترمہ نے ابھی جو جعلی ادویات کے حوالہ سے بات کی ہے تو پوری دُنیا میں امریکہ سے لے کر چائنا تک کوئی ملک ایسا نہیں ہے جہاں جعلی ادویات نہ ہوں لیکن اُس کو کنٹرول کرنے کی کوشش کی جاتی ہے، وہ کوششیں جاری ہیں۔ چیف منسٹر نے تین سال پہلے ٹاسک فورس بنائی تھی اُس کے علاوہ ابھی بھی تقریباً تین مہینے بعد review ہوتا ہے جس میں محکمہ صحت، سیکرٹری صحت اور دیگر ادارے مل کر review کرتے ہیں پھر launch campaign کرتے ہیں اور پچھلے تین مہینے میں جعلی دواخانوں کے خلاف crack down جاری رہا ہے جس کے بارے میں آپ نے میڈیا میں بھی بہت سُنا ہوگا۔

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے فرمایا ہے کہ ڈرگ کورٹس کے جج بڑے پائے کے جج ہیں لیکن legislate کرنا تو حکومت کا کام ہے۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اس وقت قانون میں جعلی ادویات کے حوالہ سے جو سزائیں موجود ہیں کیا اُن سے یہ کام کنٹرول ہو رہا ہے یا حکومت کو intervention کرنے کی ضرورت ہے، نئی legislation کر کے اُن سزاؤں کو بڑھانے کی ضرورت ہے؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الہٰی): جناب سپیکر! فیڈرل level پر ڈرگ ریگولیٹری اتھارٹی بن گئی ہے اور اُس کے دائرہ اختیار میں یہ چیزیں شامل ہیں اور یہ جن ترامیم کی بات کر رہے ہیں وہ وہاں پر propose کی گئی ہیں۔ ابھی تک ڈرگ ریگولیٹری اتھارٹی نے fully کام کرنا شروع نہیں کیا جس کی وجہ سے ابھی ترامیم نہیں ہو سکتیں۔ اُس میں صوبوں کا یہ اصرار ہے کہ صوبوں کے majority members ہونے چاہئیں اور فیڈرل کے کم ہونے چاہئیں تو اُس پر یہ بحث و مباحثہ جاری ہے۔ جس دن ڈرگ ریگولیٹری اتھارٹی مکمل ہو جائے گی انشاءاللہ ترامیم بھی آ جائیں گی۔

کرنل (ریٹائرڈ) نوید اقبال ساجد: جناب سپیکر! میرے بھائی نے بتایا ہے کہ ہم نے ڈرگ انسپکٹروں کی اچھی شہرت اور بُری شہرت کے حوالہ سے evaluation کی۔ ایک تو بُری شہرت کے بارے میں بتا دیں کہ بُری شہرت میں کیا کیا چیزیں آتی ہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ بُری شہرت کے جو لوگ ہیں کیا اُن کے خلاف کوئی تادیبی کارروائی کی گئی یا حکومت کوئی ایسا ارادہ رکھتی ہے کہ اُن کے خلاف تادیبی کارروائی کی جائے؟

جناب سپیکر: ?Is it a supplementary question ڈاکٹر صاحب! ان کو تھوڑا سا مطمئن کر دیں پھر آگے چلتے ہیں۔ انہیں بُری شہرت کے بارے میں تھوڑا سا بتا دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الہٰی): جناب سپیکر! وہ خود ہی جانتے ہیں۔ اچھی شہرت تو خوشبو کی طرح پھیلتی ہے۔ گزارش یہ ہے کہ دو طرح کی کارروائی ہوتی ہے ایک تو یہ ہے کہ جن ڈرگ انسپکٹروں کی عمومی شہرت اچھی نہیں ہوتی اُنہیں ٹرانسفر کیا جاتا ہے اور دوسرے وہ لوگ جن کے خلاف کرپشن، favoritism or nepotism کی کوئی concrete شکایات موصول ہوتی ہیں اُن کے خلاف تادیبی کارروائی کی جاتی ہے۔ اس وقت تقریباً سات سے نو ڈرگ انسپکٹروں کے خلاف under E.N.D Rules انکوائریاں چل رہی ہیں۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ! اگلا سوال بھی آپ کا ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: سوال نمبر 3750

لاہور۔ جعلی ادویات بنانے والوں کے خلاف کارروائی کی تفصیلات

***3750: محترمہ نگہت ناصر شیخ:** کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) لاہور ڈویژن کو محکمہ نے جعلی ادویات سے پاک کرنے کے لئے کیا اقدامات اٹھائے ہیں؟

(ب) سال 08-2007 کے دوران کتنے ڈرگ انسپکٹروں نے جعلی ادویات بنانے والوں کے خلاف کارروائی کی؟

(ج) لاہور میں کل کتنے ڈرگ انسپکٹروں کو جعلی ادویات بنانے، بیچنے والوں کے خلاف کارروائی کی ذمہ داریاں سونپی گئی ہیں، تفصیل فراہم کی جائے؟

(د) حلقہ پی پی-147 میں کل کتنے ڈرگ انسپکٹر کام کر رہے ہیں نیز ان کے نام، عہدہ اور گریڈ کی تفصیل فراہم کی جائے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی):

(الف) محکمہ صحت حکومتِ پنجاب نے وزیر اعلیٰ پنجاب کی ہدایت پر صوبہ بھر (بشمول لاہور ڈویژن) سے جعلی ادویات کے خاتمہ کے لئے نومبر 2008 سے مندرجہ ذیل تین ٹاسک فورسز تشکیل دی ہیں۔

1- ٹاسک فورس برائے انسدادِ جعلی ادویات (شمالی پنجاب) 2- ٹاسک فورس برائے انسداد جعلی ادویات (مرکزی پنجاب)

3- ٹاسک فورس برائے انسداد جعلی ادویات (جنوبی پنجاب)

ان ٹاسک فورسز کے سربراہ بالترتیب جناب تنویر اسلم ملک، ایم پی اے، حلقہ پی پی 2
جناب ڈاکٹر سعید الٰہی، ایم پی اے، حلقہ پی پی 152، جناب ڈاکٹر فرخ جاوید، ایم پی اے، حلقہ پی پی 230

مندرجہ بالا ٹاسک فورسز کے تحت پنجاب سے جعلی ادویات کا قلع قمع کرنے کے لئے محکمہ صحت نے ایک باقاعدہ مہم شروع کر رکھی ہے اور ضلعی سطح پر چھاپہ مار ٹیمیں جعلی ادویات کے کاروبار میں ملوث افراد اور اداروں کے خلاف سخت کارروائی کر رہی ہیں۔

(ب) سال 08-2007 میں صوبہ بھر کے 146 ڈرگ انسپکٹروں نے جعلی ادویات بنانے والوں کے خلاف کارروائی میں حصہ لیا۔

(ج) لاہور میں مندرجہ ذیل 10 ڈرگ انسپکٹروں کو ٹاؤن کی سطح پر جعلی ادویات بنانے اور بیچنے والوں کے خلاف کارروائی کرنے کی ذمہ داریاں سونپی گئی ہیں۔

نمبر شمار	ٹاؤن	ڈرگ انسپکٹر	نمبر شمار	ٹاؤن	ڈرگ انسپکٹر
1	علامہ اقبال ٹاؤن	حسن سعید	6	عزیز بھٹی ٹاؤن	عمران سرفراز
2	راوی ٹاؤن	شوکت وہاب	7	گلبرک ٹاؤن	اظہر جمال سلیمی
3	داتا گنج بخش ٹاؤن	سعید اقبال	8	سمن آباد ٹاؤن	تاشفین اقبال
4	نشتر ٹاؤن	ثناء اللہ سیف	9	واہگہ ٹاؤن	عامر شہزاد
5	شالیمار ٹاؤن	محمد عنصر	10	کینٹ ایریا	فیصل محمود

(د) حلقہ پی پی۔147 میں تین ڈرگ انسپکٹر کام کر رہے ہیں ان کے نام، عہدہ اور گریڈ کی تفصیل درج ذیل ہے۔

نمبر شمار	نام ڈرگ انسپکٹر	گریڈ
1۔	اظہر جمال سلیمی	18
2۔	سعید اقبال	18
3۔	عمران سرفراز	17

جناب سپیکر: جی، محترمہ کوئی ضمنی سوال ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! اس سوال کے جواب میں تو کافی تفصیل سے بتایا گیا ہے کہ ڈرگ انسپکٹر بڑے اچھے طریقے سے کام کر رہے ہیں ان کی لاہور میں duties لگا دی گئی ہیں۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اگر اتنے اچھے طریقے سے کام ہو رہا ہے اور فوری کارروائی بھی ہو رہی ہے تو پھر جعلی اور زائد المیعاد ادویات تقریباً ہر سٹور پر کیوں فروخت ہو رہی ہیں؟

جناب سپیکر: کیا آپ particular case بتا سکتی ہیں؟

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! میرے حلقہ میں فروخت ہو رہی ہیں۔

جناب سپیکر: آپ یہاں particular پوچھیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! یہ mix-up کر رہی ہیں کیونکہ جو جرمانے، چالان یا کارروائی ہوتی ہے اس میں مختلف الزامات ہوتے ہیں جن میں دو الزامات جعلی اور زائد المیعاد ادویات سٹوروں میں رکھنا ہے۔ ان سٹوروں کو باقاعدہ seal کیا جاتا ہے، چالان کیا جاتا ہے اور اس کے بعد ایک مقررہ مدت میں expired medicines کو کمپنی کو واپس کرنا ہوتا ہے۔ اس میں جو لوگ delay کرتے ہیں ان کے خلاف کارروائی ہوتی ہے۔ آپ نے جس طرح فرمایا ہے اگر محترمہ نشاندہی کر دیں کہ ان کے حلقہ میں کون کون سے سٹور ہیں جن کے بارے میں ان کو شک ہے کہ وہ غیر قانونی اقدامات میں ملوث ہیں تو انشاء اللہ تعالیٰ ان کو seal کیا جائے گا۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! عموماً میرے سوال کے جواب میں مجھے یا دوسرے ممبران کو یہ کہہ دیا جاتا ہے کہ آپ نشاندہی کر دیں۔ اگر ہم لوگوں نے ہی یہ کام کرنا ہے تو پھر جن لوگوں کو اس کام کے لئے رکھا گیا ہے ان کو نکال دیں۔ ہم لوگ نشاندہی کر کے کارروائی کر لیں گے۔

جناب سپیکر! ڈرگ کورٹس سے کتنی دیر میں فیصلہ ہو جاتا ہے اور موجودہ ڈرگ کورٹ کہاں پر ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! اس میں گزارش یہ ہے کہ انسپکٹر یا ضلعی انتظامیہ کے علم میں جب کوئی غیر قانونی بات آتی ہے تو وہ اس پر اقدامات کرتے ہیں۔ میں نے ان کو اس لئے کہا ہے کیونکہ انہوں نے یہ سوال اٹھایا ہے۔ اس وقت ایک ڈرگ کورٹ برڈ ووڈ روڈ لاہور میں واقع ہے، اس کے علاوہ چار اور ڈرگ کورٹس ہیں۔ برڈ ووڈ روڈ پر جو ڈرگ کورٹ ہے، جو شخص ہائیکورٹ کا جج بننے کا اہل ہے وہ اس کورٹ میں تعینات کیا جا سکتا ہے اس لئے ہمیں ان پر پورا اعتماد ہے جو ڈرگ کورٹس کام کر رہی ہیں وہاں پر اہل لوگ تعینات کئے گئے ہیں۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، نولاٹیا صاحب!

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! جواب کے اندر ٹاسک فورس برائے انسداد جعلی ادویات لکھا ہوا ہے۔ وزیر اعلیٰ پنجاب کو Punjab Government Rules of Business کے تحت اختیارات حاصل ہیں کہ وہ صوبہ پنجاب کو چلائیں گے اور وہ کبھی بھی ان Rules سے باہر نہیں جا سکتے۔ اس کے علاوہ محکمہ صحت کو چلانے کے لئے منسٹر اور منسٹر کے اختیارات ہیں، پارلیمانی سیکرٹری کے اختیارات ہیں، سٹینڈنگ کمیٹی کے اختیارات ہیں، Directorate of Health کے اختیارات ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: آپ ضمنی سوال کریں، آپ نے تو تقریر شروع کر دی ہے۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! انہوں نے کس قانون اور rule کے تحت یہ ٹاسک فورس بنائی ہے۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ محکمہ صحت کو چلانے کے لئے Rules of Business میں یہ چار چیزیں تو موجود ہیں لیکن ٹاسک فورس نہیں ہے۔ اگر ان کو بڑا ہی شوق ہے تو ان کو Punjab Government Rules of Business کے اندر ترمیم کرنی چاہئے اور اس کے اندر لکھنا چاہئے کہ وزیر اعلیٰ پنجاب ٹاسک فورس بھی بنا سکتے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! میں correct کرتا ہوں کہ اس وقت پنجاب میں کوئی ٹاسک فورس کام نہیں کر رہی۔ اس وقت محکمہ صحت کی کوئی ٹاسک فورس کام نہیں کر رہی۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! سابق سپیکر پنجاب اسمبلی چودھری افضل ساہی صاحب نے گزشتہ tenure میں ایک ruling دی تھی کہ جو بھی سوال اس House کے اندر پیش کیا جائے، جس دن اس سوال کو take up کیا جائے گا اس دن تک اس کی latest position سامنے آنی چاہئے۔ انہوں نے پھر اس سوال کی تاریخ وصولی 20۔ جون 2012 دی ہوئی ہے۔ اگر ٹاسک فورس ختم ہو چکی ہے تو پھر یہاں کیوں لکھا گیا ہے۔ انہوں نے یہاں لکھنا تھا کہ ہم ٹاسک فورسز ختم کر چکے ہیں۔ یہ اس کے اندر لکھتے ہیں کہ ٹاسک فورس برائے انسداد جعلی ادویات (شمالی پنجاب) ٹاسک فورس برائے انسداد جعلی ادویات (مرکزی پنجاب) اور ٹاسک فورس برائے انسداد جعلی ادویات (جنوبی پنجاب) ہیں تین ایم پی ایز ان کے چیئرمین بھی لکھے ہوئے ہیں۔ انہوں نے اس کو latest کیوں نہیں کیا یہ اس کی وضاحت فرمادیں؟

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں اس میں یہ عرض کروں گا اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ بات نولاٹیا صاحب کے علم میں ہونی چاہئے کہ political governments منتخب نمائندوں کے ساتھ ساتھ اپنے ان کارکنوں کو بھی on board کرتی ہیں جنہوں نے اپنی پارٹی کے لئے محنت کی ہوتی ہے اور کام کیا ہوتا ہے۔ یہ ٹاسک فورسز ایک specific task کے لئے بنائی گئی تھیں جن میں منتخب نمائندے اور سیاسی کارکنوں نے مل کر کام کرنا ہوتا ہے۔ اس specific task کے fulfill ہونے کے بعد ان کو ختم کر دیا گیا تھا۔ ان میں جن لوگوں نے کام کیا ان کے ماسوائے secretarial support کے قطعی طور پر کوئی اخراجات نہیں تھے۔ اس میں کسی کو تنخواہ دی گئی اور نہ کسی کو ٹی اے، ڈی اے دیا گیا۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ شکریہ

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! اگر یہ کہتے ہیں کہ ہم نے سیاسی کارکنوں کو accommodate کیا تھا تو اس میں اس House کے ممبران بھی چیئرمین تھے۔ ان میں تنویر اسلم،

ایم پی اے حلقہ پی پی-21، ڈاکٹر سعید الٰہی، ایم پی اے حلقہ پی پی-152 اور ڈاکٹر فرخ جاوید، ایم پی اے حلقہ پی پی-230 شامل ہیں۔ میری ایک تجویز ہے کہ جب Rules of Business کے اندر کہا گیا ہے کہ محکمہ صحت کو پارلیمانی سیکرٹری کے ذریعے چلائیں گے، وزیر صحت کے ذریعے چلائیں گے، سٹینڈنگ کمیٹی کے ذریعے چلائیں گے، Directorate of Health کے ذریعے چلائیں گے یا Secretariat of Health کے ذریعے چلائیں گے تو یہ جو چاروں پانچوں ادارے ہیں ان کو انہوں نے مفلوج کر کے ایک ایسی ٹاسک فورس بنا دی جس کا Rules of business اور قانون کے اندر کوئی ذکر نہیں ہے۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ آپ اس کو چیلنج کر دیں۔ مجھے آگے چلنے دیں۔ اگلا سوال سردار خالد سلیم بھٹی صاحب کا ہے۔ جی، بھٹی صاحب!

سردار خالد سلیم بھٹی: جناب سپیکر! سوال نمبر 3918 ہے۔

پی پی-233 ضلع وہاڑی میں واقع بی ایچ یوز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*3918: سردار خالد سلیم بھٹی: کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پی پی-233 ضلع وہاڑی میں بی ایچ یو کس کس جگہ واقع ہیں؟

(ب) ہر بی ایچ یو کتنے بیڈز پر مشتمل ہے؟

(ج) ہر بی ایچ یو میں ڈاکٹرز کی منظور شدہ اسامیاں کتنی ہیں تفصیل علیٰحدہ علیٰحدہ فراہم کریں؟

(د) کتنی اسامیاں کس کس جگہ کب سے خالی ہیں؟

(ہ) خالی اسامیاں کب تک پُر کر دی جائیں گی؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی):

(الف) پی پی-233 ضلع وہاڑی میں پانچ بی ایچ یو (چک نمبر 325/EB، چک نمبر 305/EB، چک نمبر 455/EB، چک نمبر 495 اور چک نمبر 515/EB) ہیں جبکہ BHU چک نمبر 148/EB کو اپ گریڈ کر کے RHC کا درجہ دے دیا گیا ہے۔

(ب) ہر بی ایچ یو دو بیڈز پر مشتمل ہوتا ہے۔

(ج) ہر بی ایچ یو میں ڈاکٹر کی ایک منظور شدہ اسامی ہے۔

(د،ہ) پی پی-233 ضلع وہاڑی میں موجود تمام بی ایچ یوز پر اسامیاں پُر ہیں۔

سردار خالد سلیم بھٹی: جناب سپیکر! جز (الف) کا جواب غلط ہے۔ انہوں نے جو پانچ بی ایچ یوز میرے حلقہ میں بتائے ہیں ان میں سے تین بی ایچ یوز چک نمبر EB/325، چک نمبر EB/305 اور چک نمبر 495 تو میرے حلقہ کے ہیں اور باقی میرے حلقہ سے متعلقہ نہیں ہیں۔

جناب سپیکر: آپ کے متعلقہ نہیں لیکن وہ اس ضلع میں تو ہیں۔

سردار خالد سلیم بھٹی: جناب سپیکر! جواب غلط دیا گیا ہے۔

جناب سپیکر: وہ limitation کے master نہیں ہوتے۔ آپ کی حد تک تو جواب آ گیا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! میں reconfirm کر لیتا ہوں۔ اس طرح بھی ہوتا ہے کہ کئی بی ایچ یوز دو حلقوں میں آتے ہیں اور distribution کی problem ہوتی ہے۔ ہمارے انتظامی ڈویژنز نے دیکھنا ہوتا ہے کہ ہم نے بی ایچ یو کو کس حلقہ میں ڈالا ہوا ہے۔ اس کے لئے ہم confirm کر لیتے ہیں۔ اگر ان کے حلقہ میں نہیں ہے تو ہم انہیں delete کر دیں گے۔ ہم اس کو EDO Health سے چیک کرا لیتے ہیں۔

جناب سپیکر: سردار خالد سلیم صاحب! کوئی اور ضمنی سوال۔

سردار خالد سلیم بھٹی: جناب سپیکر! جز (ج) کا جواب یہ ہے کہ ہر بی ایچ یو میں ایک میڈیکل آفیسر یا وومن میڈیکل آفیسر whole time کے لئے تعینات کی جاتی ہے۔ مگر میرے حلقہ پی پی۔233 میں جزوقتی طور پر کام کیا جا رہا ہے مثال کے طور پر میرے حلقہ میں چک نمبر EB/325، چک نمبر EB/305، چک نمبر EB/257 اور چک نمبر EB/287 میں چار سنٹر ہیں جن میں چار ڈاکٹروں کی ڈیوٹی ہونی چاہئے مگر ان میں دو ڈاکٹر کام کر رہے ہیں۔ ایک دن ایک ڈاکٹر ایک گاؤں میں جاتا ہے اور دوسرے دن وہاں سے اس کی چھٹی ہوتی ہے اور اس دن وہ دوسرے گاؤں میں چلا جاتا ہے جبکہ گورنمنٹ سے چار ڈاکٹروں کی پوری تنخواہ آتی ہے۔ دو ڈاکٹروں کو تنخواہ دے دی جاتی ہے کیونکہ وہ چار سنٹروں پر جا کر کام کر رہے ہیں لیکن باقی دو ڈاکٹروں کی تنخواہ کس مد میں جاتی ہے، کیا وہ خورد برد ہوتی ہے یا کہیں اور جاتی ہے؟ انہوں نے ابھی تک کیا check کیا ہے جبکہ میں نے چار BHUs چک نمبر 305,325,257 اور 287 کا نام بھی لیا ہے۔ یعنی چار ڈاکٹروں کی بجائے دو ڈاکٹر کام کر رہے ہیں مگر تنخواہ چار ڈاکٹروں کو مل رہی ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الہی): جناب سپیکر! ہر BHU میں دو bed اور ایک ڈاکٹر ہوتا ہے جو residential ہوتا ہے۔ ہمارے پاس موجود figures کے مطابق حلقہ پی پی۔233 میں تمام اسامیاں fill up ہیں۔ اگر کوئی ڈاکٹر ڈیوٹی پر نہیں جا رہا تو ہمیں نشاندہی کی جائے تاکہ ہم اُس کے خلاف انکوائری کریں۔

سردار خالد سلیم بھٹی: میں نے نشاندہی کر دی ہے کہ BHU چک نمبر 305,325,257 اور 287 ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الہی): جناب سپیکر! ہماری طرف سے تمام ڈاکٹر تعینات ہیں جن کو تنخواہیں مل رہی ہیں۔ اگر وہاں پر غیر حاضری کی شکایت ہے تو confirm کرنے کے بعد اُن کے خلاف کارروائی کی جائے گی۔

جناب سپیکر: آپ check کر کے بتائیں۔

سردار خالد سلیم بھٹی: جناب سپیکر! انہوں نے کہا ہے کہ تمام اسامیاں پُر ہیں۔ ابھی میں ایک BHU چک نمبر 247 کی بات کرتا ہوں کہ گزشتہ حکومت نے کروڑوں کی رقم سے ایک BHU مکمل کیا لیکن اس میں ابھی تک سٹاف آیا ہے اور نہ ہی وہاں پر کوئی کام ہو رہا ہے بلکہ بلڈنگ ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو چکی ہے۔ انہوں نے جز(د) میں جواب دیا ہے کہ کوئی سیٹ خالی نہ ہے اور تمام اسامیاں پُر ہیں۔ جز(ج) سے لے کر جز(ہ) تک ان کی طرف سے دیا گیا سارا جواب غلط ہے۔

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب! انہوں نے آپ کو challenge کیا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الہی): جناب سپیکر! میں نے گزارش کی ہے کہ ریکارڈ کے مطابق ہم تعیناتی کرتے ہیں اور جن لوگوں کی selection ہوتی ہے وہاں پر ہم انہیں بھیجتے ہیں۔ اگر انہوں نے غیر حاضری کی شکایت کی ہے تو ہم اسے confirm کر لیتے ہیں اور متعلقہ E.D.O کو ہدایت کریں گے کہ وہ جا کر check کریں کہ کون سے ڈاکٹر غیر حاضر ہیں اور جو ڈاکٹر غیر حاضر پائے گئے اُن کے خلاف کارروائی کی جائے گی۔ ہمارے ریکارڈ کے مطابق وہاں پر میڈیکل آفیسر کی تمام اسامیاں پُر کر دی گئی ہیں۔

سردار خالد سلیم بھٹی: میں نے بھی آپ کو نشاندہی کر دی ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! یہاں پر سپیشل سیکرٹری صحت موجود ہیں جن کو میں نے BHU چک نمبر305,325,257 اور 287 کے حوالے سے لکھ کر دے دیا ہے کہ اِن کی صحیح انکوائری کریں۔ انہوں نے BHU 247 کا بتایا ہے وہ list of BHUs میں شامل نہیں ہے جو چک نمبر247 کا ہے۔

سردار خالد سلیم بھٹی: یہ BHU چک 447 کا ہے۔ 247 کا نام ہی نہیں ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): آپ نے پہلے 247 کا نام ہی لیا ہے۔

سردار خالد سلیم بھٹی: جناب سپیکر! میرے حلقہ پی پی۔233 میں سات BHUs کام کر رہے ہیں جنہیں آپ note کر لیں۔ چک نمبر267, 287, 305, 325, 447, 495 اور 257 ہیں۔ میرے حلقے کے علاوہ ضلع وہاڑی کے تمام BHUs کے ڈاکٹروں کو مستقل بھی کر دیا گیا ہے جبکہ میرے حلقہ کے ڈاکٹروں کو مستقل نہیں کیا گیا جس کے متعلق ہائیکورٹ میں writ ہوئی اور اُس پر 2010 میں جسٹس ہائیکورٹ نے مستقل کرنے کا فیصلہ بھی دیا مگر سابقا سیکرٹری صحت فواد حسن فواد صاحب نے implement نہ کیا اور فیصلہ میں اُن کو کہا گیا کہ وہ 50ہزار روپے جرمانہ اپنی جیب سے ادا کریں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! میں اس حوالے سے تفصیل بیان کر دیتا ہوں۔ میرے بھائی جن ڈاکٹروں کے متعلق بات کر رہے ہیں وہ P.R.S.P کے ملازمین ہیں۔ جنوبی پنجاب کے تیرہ اضلاع میں P.R.S.P دیکھ بھال کر رہی ہے جس کو foreign aid کے تحت NGOs چلاتی ہیں۔ وہاں جو ڈاکٹر کام کر رہے ہیں وہ کنٹریکٹ پر کام کرتے ہیں اور اُن کو تنخواہیں بھی NGOs دیتی ہیں جبکہ monitoring حکومت پنجاب کرتی ہے۔ وہ ڈاکٹر ہائیکورٹ میں گئے تھے جس پر ہائیکورٹ نے ایک فیصلہ دیا تھا جس کی روشنی میں ہم نے اپیل کی ہوئی ہے جو زیر سماعت ہے۔ ہم نے اپیل میں یہ کہا ہے کہ یہ کنٹریکٹ کے ملازمین ہیں اور حکومت پنجاب کے ملازمین نہیں ہیں بلکہ جو NGOs funding کر رہی ہیں ان ڈاکٹروں کی hiring انہوں نے کی ہے اس لئے وہ confirm نہیں ہوئے۔

سردار خالد سلیم بھٹی: جناب سپیکر! ہائیکورٹ کی طرف سے اگر کوئی stay order آیا ہے تو پارلیمانی سیکرٹری صاحب دکھادیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): ہم نے جو اپیل کی ہے اُس کی کاپی دے دوں گا۔

سردار خالد سلیم بھٹی: جناب سپیکر! اپیل تو ہو گئی مگر اُس کے متعلق کوئی فیصلہ نہیں ہوا۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): فیصلہ ہونے تک وہ کنٹریکٹ پر ہی رہیں گے۔

MR SPEAKER: Pending adjudication.

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جبکہ وہ سرکاری ملازمین نہیں ہیں۔

محترمہ فوزیہ بہرام: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: سردار صاحب! وہ بتا رہے ہیں کہ معاملہ کورٹ میں pending ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! اس میں نکتہ یہ ہے کہ ان ڈاکٹروں کو حکومت پنجاب نے hire نہیں کیا بلکہ P.R.S.P نے through NGO hire کیا ہے۔ یہ اُن کے ملازمین ہیں اور یہی ہمارا مؤقف ہے۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ! آپ کیا کہنا چاہ رہی ہیں؟

محترمہ فوزیہ بہرام: جناب سپیکر! میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ ضلع چکوال میں BHUs تقریباً تیس سے زیادہ ہیں جبکہ ان کے لئے چھ یا سات ڈاکٹر کام کر رہے ہیں۔ کتنے BHUs بند رہتے ہیں اور کتنے کام کرتے ہیں اس کا اندازہ یہ خود ہی لگا سکتے ہیں۔

جناب سپیکر: یہ تو fresh question بنتا ہے۔

محترمہ فوزیہ بہرام: جناب سپیکر! یہ fresh question نہیں ہے بلکہ میں detail میں بتا رہی ہوں جس سے یہ اندازہ لگا سکتے ہیں۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ کیسے کہہ رہی ہیں کہ fresh question نہیں بنتا؟ میں کہہ رہا ہوں کہ یہ fresh question ہے۔

محترمہ فوزیہ بہرام: جناب سپیکر! میں صرف request کر رہی ہوں۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ اس کے لئے علیحدہ سوال دیں کیونکہ اس سوال کے ساتھ اس کی relevancy نہیں ہے۔

ڈاکٹر غزالہ رضا رانا: جناب سپیکر! ضمنی سوال۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

ڈاکٹر غزالہ رضارانا: جناب سپیکر! BHUs میں ڈاکٹروں کی ڈیوٹی دو یا اڑھائی بجے تک ہوتی ہے۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ ان ڈاکٹروں کے چلے جانے کے بعد اگر مریضوں کو کوئی مسئلہ ہو تو وہاں پر کون handle کرتا ہے؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! یہ خود ڈاکٹر ہیں جو مجھ سے بہتر سمجھتی ہیں کہ پوری دنیا میں BHUs میں ڈاکٹر تعینات نہیں ہوتے۔ پاکستان دنیا کے اُن چند ممالک میں ہے جہاں پر BHUs میں بھی qualified ڈاکٹر لگائے ہوئے ہیں ورنہ BHUs میں ہیلتھ ورکر موجود ہوتے ہیں جن کا کام صرف ابتدائی طبی مدد فراہم کرنا اور اُس کے بعد refer کرنا ہوتا ہے۔ BHUs کا کام صرف O.P.D کا ہے اس لئے معمولی بیماریوں کے مریض صبح سے شام تک وہاں جا سکتے ہیں اور بعد میں THQ یا DHQ ہسپتال میں جا سکتے ہیں۔

ڈاکٹر غزالہ رضارانا: جناب سپیکر! جب BHUs سے مریض refer کرتے ہیں تو بعض مریض اتنے serious ہوتے ہیں کہ وہ آگے جا نہیں سکتے۔ کیا اُن مریضوں کو BHU سے RHC جانے تک کوئی سہولت مہیا کرتے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! عام طور پر serious patients BHU میں رپورٹ ہی نہیں کرتے بلکہ ہمارے ملک میں رواج یہ ہے کہ پرائمری اور سیکنڈری care کی بجائے ہر مریض سیدھا tertiary care میں جاتا ہے یعنی ہمارے جو لوگ بیمار ہوتے ہیں وہ بجائے R.H.C یا T.H.Q میں جانے کے D.H.Q میں رپورٹ کرتے ہیں اس لئے ایسا کوئی مسئلہ نہیں ہے۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔ سردار صاحب! اگلا سوال بھی آپ کا ہے۔

سردار خالد سلیم بھٹی: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 3919 ہے۔ اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

سال 2007 تا 2009، تحصیل ہسپتال بورے والا کا سالانہ بجٹ و دیگر تفصیلات

*3919: سردار خالد سلیم بھٹی: کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ٹی ایچ کیو ہسپتال بورے والا کو سال 2007تا2009 کے دوران کتنی رقم سالانہ فراہم کی گئی؟
(ب) ان سالوں کے دوران کتنی رقم ادویات کی خرید کی مد کے لئے فراہم کی گئی؟
(ج) کیا جو رقم ان سالوں کے دوران ادویات کی خرید کے لئے فراہم کی گئی تھی وہ اس ہسپتال میں داخل ہونے والے مریضوں کی ضروریات کے مطابق تھی، اگر کم تھی تو حکومت موجودہ سال کے دوران اس ہسپتال کو مزید فنڈز بسلسلہ خرید ادویات فراہم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی):

(الف) ٹی ایچ کیو ہسپتال بورے والا کو سال 08-2007 میں 2,77,51,682روپے اور سال 09-2008 میں۔/4,19,02,924روپے گرانٹ دی گئی۔
(ب) سال 08-2007 میں۔/60,00,000روپے اور سال 09-2008 میں۔/75,00,000 روپے ادویات کی خریداری کے لئے فراہم کئے گئے۔
(ج) ادویات کی خریداری کے لئے THQ Hospital Burewala کو سال 10-2009 کے لئے گورنمنٹ نے۔/1,50,00,000روپے کی رقم مختص کی ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

سردار خالد سلیم بھٹی: جناب سپیکر! جز (ج) کا جواب بالکل غیر متعلقہ ہے۔ میرا سوال یہ تھا کہ حکومت کی طرف سے ادویات کی مد میں دی گئی رقم مریضوں کی ضروریات کے مطابق تھی، اگر کم تھی تو موجودہ سال کے دوران اس ہسپتال کو حکومت مزید فنڈز فراہم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

جناب سپیکر: اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں۔

سردار خالد سلیم بھٹی: جی، وجوہات بیان کر دی جائیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! اگر انہوں نے جواب پڑھ لیا ہے تو اس میں لکھا ہوا ہے کہ پہلے ہی اس ہسپتال کا بجٹ ایک کروڑ سے 4 کروڑ روپے تک بڑھا دیا گیا ہے یعنی 3 کروڑ روپے کا اضافہ کیا گیا ہے۔

سردار خالد سلیم بھٹی: جناب سپیکر! میں اس حوالے سے بتاتا ہوں۔ میں نے سوال 2009 میں دیا تھا جس کا 2011 میں جواب آیا ہے کہ ڈیڑھ کروڑ روپے دیئے ہیں۔ اب موجودہ صورتحال یہ ہے کہ

3 کروڑ 40 لاکھ روپے یہ ادویات کی مد میں دے رہے ہیں مگر ہسپتال کی ضرورت ساڑھے 4 کروڑ روپے ہے۔ ساڑھے 4 کروڑ روپے میں ایک کروڑ 10 لاکھ روپے آج بھی کم ہیں۔ میں تھوڑی سی وضاحت کرتا ہوں کہ تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال بورے والا کو حادثات کی صورت میں پانچ سڑکیں لگتی ہیں کیونکہ صنعتی علاقہ ہے۔ اس کے علاوہ اس ہسپتال میں outdoor مریضوں کی روزانہ کی اوسط ایک ہزار مریضوں کی ہے۔ ساٹھ beds پر مشتمل ہمارا ہسپتال منظور شدہ ہے جس کو upgrade کیا جارہا ہے اور جنوبی پنجاب کی طرف سے سوا 14 کروڑ روپے ملے ہیں۔ indoor کی position یہ ہے کہ ساٹھ beds کے علاوہ تیس beds کی ضرورت ہے کیونکہ اب تقریباً نوّے مریض داخل ہو رہے ہیں۔ آج کی ضرورت کے مطابق ایک کروڑ 10 لاکھ روپے اب بھی کم ہیں۔ آیا حکومت مطلوبہ درکار رقم مکمل دینے کا ارادہ رکھتی ہے یا نہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ سال 08-2007 میں پنجاب کا صحت کا بجٹ 11۔ارب روپے تھا اس وقت 56۔ارب روپے کا بجٹ ہے جس میں پچھلے پانچ سال میں تقریباً پانچ گنا اضافہ کیا گیا ہے۔ اس وقت 56۔ارب روپے ہماری پنجاب حکومت revenue generate کرتی ہے اور تقریباً اتنی ہی amount کا وفاقی حکومت ہم سے promise کرتی ہے جو پورا pay نہیں کرتی بلکہ اس میں سے 1/3 pay کرتی ہے۔ ہمارا ہیلتھ بجٹ تقریباً 70۔ارب روپے تک پہنچتا ہے۔ میں نے پہلے گزارش کی ہے کہ صحت کا بجٹ بڑھایا گیا ہے، ہسپتالوں میں مفت ادویات کے لئے amounts مختص کی گئی ہیں اور اس ہسپتال کے لئے سوا کروڑ روپے سے چار کروڑ روپے تک آ گئے ہیں۔ اسی طرح gradually جو demand آتی ہے اسے meet کرنے کے لئے ہم ہر سال مرحلہ وار یہ فنڈز بڑھاتے ہیں تو اگلے سال انشاءاللہ جب ان کی demand آئے گی تو حکومت کوشش کرے گی کہ جیسے ایک کروڑ سے چار کروڑ روپے کیا ہے تو اسے مزید بڑھا کر پانچ ساڑھے پانچ کروڑ روپے بھی کیا جائے۔

جناب سردار خالد سلیم بھٹی: جناب سپیکر! میری حکومت سے request ہے کہ جو فنڈز مختص کئے گئے ہیں یعنی 60 بیڈ سے ہمارا ہسپتال 150 بیڈ تک منظور ہو چکا ہے اور وزیراعلیٰ پنجاب وہاں پر اس کا خود افتتاح کر کے آئے ہیں، پچاس فیصد ہمارا کام مکمل ہو چکا ہے جبکہ اب ایک ماہ سے وہاں پر کام بند ہے اور مستری مزدور واپس جا چکے ہیں تو جو رقم اس کے لئے مختص کی گئی ہے آیا اسے حکومت مکمل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے کیونکہ آدھا کام وہاں پر مکمل ہے اور آدھا چھوڑا ہوا ہے؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! جتنے بھی پراجیکٹس ہوتے ہیں وہ stages میں بنتے ہیں اور کوئی بھی ہسپتال یا ادارہ ایک سال میں مکمل نہیں ہوتا بلکہ اس میں distribution of funds ہوتی ہے، ایک سال میں ایک کروڑ روپے دیا اور اگلے سال زیادہ بھی ہوں گے تو کئی ہسپتال جو بن رہے ہیں انہیں اپنی amount کے مطابق گرانٹ دے دی جاتی ہے جو کہ دو سے تین سالوں میں مکمل ہوتے ہیں۔ جو گرانٹس دی گئی ہیں وہ استعمال ہو چکی ہیں اور ان کی مزید demands آئیں گی تو ہم پوری کریں گے تاکہ وہ بہترین ہسپتال بن جائیں۔

جناب سپیکر: اگلا سوال محترمہ سیمل کامران صاحبہ کا ہے۔۔۔ تشریف نہیں رکھتیں، dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال بھی محترمہ سیمل کامران صاحبہ کا ہے۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! On her behalf سوال کا نمبر 4058 ہے۔

(معزز ممبر نے محترمہ سیمل کامران کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

لاہور جناح ہسپتال میں ایمبولینس کی تعداد و دیگر تفصیلات

*4058: محترمہ سیمل کامران: کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) جناح ہسپتال لاہور میں کل کتنی ایمبولینسز ہیں ان میں سے کتنی خراب ہو کر بند پڑی ہیں اور کتنی چالو حالت میں ہیں؟

(ب) کیا جناح ہسپتال کی ایمبولینسز مریضوں کی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے کافی ہیں، اگر کم ہیں تو حکومت کب تک مزید ایمبولینسز فراہم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

(ج) کیا جناح ہسپتال میں دل کے مریضوں کے لئے سپیشل ایمبولینسز موجود ہیں اور کیا ایمرجنسی کے لئے ان میں تمام سہولیات موجود ہیں اگر نہیں تو اس کی وجوہات سے ایوان کو آگاہ فرمایا جائے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی):

(الف) جناح ہسپتال، لاہور میں کل پانچ ایمبولینسز ہیں اور ساری ایمبولینسز چالو حالت میں ہیں۔

(ب) جناح ہسپتال، لاہور کی ایمبولینسز فی الحال مریضوں کی ضروریات کو پورا کر رہی ہیں تاہم مریضوں کی بڑھتی ہوئی تعداد کے پیش نظر جناح ہسپتال کی انتظامیہ نے جدید طبی سہولیات

سے آراستہ نئی ایمبولینسز کی خریداری کے لئے منصوبہ تیار کر لیا ہے اور گورنمنٹ کو منظوری کے لئے پیش کیا جارہا ہے۔

(ج) جناح ہسپتال، لاہور میں دل کے مریضوں کے لئے اسپیشل ایمبولینس موجود نہیں ہے، لیکن دوسری ایمبولینس میں دل کے مریضوں کے لئے تمام سہولتیں موجود ہیں، اور ان ایمبولینسز میں مریضوں کو شفٹ کیا جاتا ہے۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! جز (الف) میں ہے کہ "جناح ہسپتال لاہور میں کل کتنی ایمبولینسز ہیں اور ان میں سے کتنی خراب ہیں۔" جز (الف) اور (ب) کے جواب میں ہے کہ جناح ہسپتال لاہور میں کل پانچ ایمبولینسز ہیں جو کہ تمام چالو حالت میں ہیں۔ یہ کہ جناح ہسپتال لاہور کی ایمبولینسز فی الحال مریضوں کی ضروریات کو پورا کر رہی ہیں اور اسی پیراگراف کے آخر میں لکھتے ہیں کہ " نئی ایمبولینسز کی خریداری کے لئے منصوبہ تیار کر لیا ہے اور گورنمنٹ کو منظوری کے لئے پیش کیا جارہا ہے۔" یعنی self contradictory statement ہے کہ پہلے کہہ رہے ہیں کہ پانچ ایمبولینسز۔۔۔

جناب سپیکر: ضرورت کے مطابق بڑھتی رہتی ہیں اس میں ایسی کون سی بات ہے؟

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! حکومت کو جواب دینے دیں کیونکہ honourable Chair تو ہمارے لئے بھی اتنی ہی مقدس ہے۔ دوسرا سوال یہ ہے کہ یہ کہہ رہے ہیں کہ حکومت کو لکھ دیا گیا ہے اور اس لکھ دیے گئے کو بھی دس ماہ گزر گئے ہیں۔ پہلے کہتے ہیں کہ ضرورت نہیں ہے اور پھر کہتے ہیں کہ لکھ دیا ہے اور اس پر بھی دس مہینے گزر گئے ہیں تو ان تینوں باتوں کی وضاحت فرمادیں؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الہی): جناب سپیکر! مجھے سمجھ نہیں آئی کہ انہیں اعتراض لکھنے پر ہے یا کرنے پر ہے لیکن گزارش یہ ہے کہ یہ دس ماہ پہلے کی بات ہے اور ابھی نئے بجٹ میں جو allocations کی گئی ہیں اس میں ہسپتالوں کی ایمبولینسز، 1122 کی ایمبولینسز ہیں۔

جناب سپیکر: نولاٹیا صاحب! آپ اس میں cut لگوانا چاہتے ہیں یا آپ اسے کم کروانا چاہتے ہیں؟

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! میں صرف انہیں سکھانا چاہتا ہوں کہ self contradictory statement نہیں دینی چاہئے۔ میں کیا چاہتا ہوں یا need کیا ہے تو میں اس پر صرف توجہ دلانا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: انہوں نے latest position بتا دی ہے۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! honourable Chair کی rulings موجود ہیں کہ جس دن جس سوال کو take up کیا جائے محکمہ اس دن تک اس کا latest status honourable House کو پیش کرے گا اور میں نے دس دفعہ پہلے بھی اس ruling کی طرف توجہ دلائی ہے کہ جس سوال کو take up کیا جائے اس دن تک محکمہ اس کی latest position دیا کرے گا۔ شکریہ

جناب سپیکر: شکریہ۔ نولاٹیا صاحب! اگلا سوال ڈاکٹر محمد اشرف چوہان صاحب کا ہے۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے لہذا dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال بھی ڈاکٹر محمد اشرف چوہان صاحب کا ہے۔۔۔ تشریف فرما نہیں ہیں اس لئے dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال انجینئر قمر الاسلام راجہ صاحب کا ہے۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے لہذا dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال بھی انجینئر قمر الاسلام راجہ صاحب کا ہے۔

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! On his behalf Question No. 4844 ہے۔ اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ (معزز ممبر نے انجینئر قمر الاسلام راجہ کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

پرائیویٹ میڈیکل کالجوں سے متعلقہ تفصیلات

*4844: انجینئر قمر الاسلام راجہ: کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پنجاب میں پرائیویٹ میڈیکل کالجوں کی کل تعداد کیا ہے اور اس سال ان میں کتنے طلباء و طالبات کو داخلہ ملا، ان میڈیکل کالجز میں سب سے زیادہ اور سب سے کم فیس وصول کرنے والے میڈیکل کالج کون سے ہیں اور ان دونوں طرح کے کالجوں میں ایک طالب علم کے کل سالانہ اخراجات کتنے ہیں؟

(ب) کیا حکومت ان میڈیکل کالجوں کے معاملات کو باقاعدہ بنانے کے لئے کوئی قانون سازی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے کیا ان کالجز کی فیسوں میں کمی کروانے کی کوئی تجویز زیر غور ہے اور اگر ہے تو اب تک اس پر کیا پیشرفت ہوئی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی):

(الف) پنجاب میں اس وقت 15 پرائیویٹ میڈیکل کالج طلباء وطالبات کو میڈیکل کی تعلیم فراہم کر رہے ہیں جن میں موجودہ سال میں کل 1650 طلباء وطالبات کو داخلہ دیا گیا۔ان کالجز میں سب سے کم فیس واہ کینٹ میڈیکل کالج لے رہا ہے جو کہ 3 لاکھ 87 ہزار 2 سو روپے ہے جبکہ سب سے زیادہ فیس 5 لاکھ روپے ہے جو کہ متعدد کالج لے رہے ہیں جن کی تفصیل (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) اٹھارویں ترمیم کے بعد ان میڈیکل کالجوں کے معاملات کو باقاعدہ بنانے کا اختیار پاکستان میڈیکل اینڈ ڈینٹل کونسل کے پاس ہے، جو کہ ایک وفاقی ادارہ ہے۔

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! پرائیویٹ میڈیکل کالجوں کے students کے بارے میں سوال کی تفصیلات ایوان کو مہیا کی گئی ہیں جس میں فیسوں کے بارے میں بتایا گیا ہے۔یہاں پر غلط فیسیں لکھی گئی ہیں اور میں ذاتی طور پر جانتا ہوں کہ سی ایم ایچ لاہور میڈیکل کالج پانچ لاکھ روپے سے زائد فیس لیتا ہے جبکہ یہاں چار لاکھ روپے لکھا ہوا ہے۔انڈیپنڈنٹ میڈیکل کالج فیصل آباد پانچ لاکھ روپے سے زیادہ فیس لیتا ہے اور یہاں پر ساڑھے چار لاکھ روپے لکھا گیا ہے۔میں سمجھتا ہوں کہ یہ جواب غلط ہے۔

جناب سپیکر: جی، ڈاکٹر صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! یہ جواب بالکل ٹھیک ہے کیونکہ PMDC کے قوانین کے مطابق انہوں نے ceiling مقرر کر دی ہے کہ کوئی پرائیویٹ میڈیکل کالج پانچ لاکھ روپے سے زائد فیس مقرر نہیں کر سکتا اس لئے پانچ لاکھ روپے فیس کا قانون موجود ہے۔اس کے علاوہ جو لوگ donations لیتے ہیں یہ اس کی بات کر رہے ہوں گے لیکن officially فیس پانچ لاکھ روپے ہے جس میں تین سے پانچ لاکھ روپے مختلف کالج اپنی حیثیت کے مطابق لوگوں سے وصول کر رہے ہیں۔

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر!فیس وہ ہوتی ہے جو والدین کالج کو ادا کرتے ہیں۔اگر لائبریری کی مد میں یا کسی اور مد میں وہ فیسیں وصول کر رہے ہیں تو میں یہاں پر صرف اتنا ہی کہنا چاہوں گا کہ اسے visit کریں اور جس قانون کا ذکر انہوں نے کیا کہ موجود ہے تو اس پر عملدرآمد کرائیں۔ میرا دوسرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا پرائیویٹ میڈیکل کالج میرٹ کو follow کرتے ہیں یا وہ صرف فرسٹ ڈویژن کی basis پر کم ترین نمبر سے فرسٹ ڈویژن حاصل کرنے والے بچوں کو اضافی پیسے لے کر اور رشوت لے کر انہیں داخلہ دیتے ہیں؟ کیا حکومت پنجاب کا کوئی کنٹرول ہے کہ پرائیویٹ میڈیکل کالجوں میں ایک میرٹ follow کیا جائے؟

جناب سپیکر: جی، ڈاکٹر صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت(ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! پاکستان میں 80 کے قریب میڈیکل کالج ہیں جبکہ پنجاب میں 28 پرائیویٹ اور 16 سرکاری کالج ہیں۔ رانا صاحب نے سوال کیا ہے کہ فیس مقرر ہے اور اگر کوئی کالج زیادہ فیس وصول کرتا ہے تو بچے یا ان کے والدین کو PMDC سے رابطہ کرنا چاہئے کیونکہ اتھارٹی PMDC ہے۔ دوسری بات میرٹ کی ہے تو PMDC کی requirements میں ہے کہ minimum qualifications 60 percent marks ہیں in FSc and any equal qualification اس میں اے لیول ہے یا امریکی گریڈ 13 یا گریڈ 12 ہے اس لئے پیرامیٹرز PMDC طے کرتی ہے اور تمام میڈیکل کالج اس بات کے bound ہیں کہ داخلہ سے پہلے انٹری ٹیسٹ hold کریں گے اور ایک میرٹ لسٹ لگائیں گے جونکہ پرائیویٹ اداروں میں اس میرٹ لسٹ کے مطابق جو پہلے فیس جمع کروائے گا اسی کو داخلہ مل جائے گا۔ پوری دنیا میں یہاں تک کہ بھارت اور بنگلہ دیش میں بھی پرائیویٹ میڈیکل کالجوں میں ایک میرٹ لسٹ لگتی ہے لیکن اگر اس میرٹ لسٹ میں سے کوئی طالب علم فیس دینے کے قابل نہیں ہے تو وہ delete ہو جائے گا اور اس سے اگلا فیس جمع کروا کے داخل ہو جائے گا۔

رانا محمد افضل خان: ڈاکٹر صاحب نے ایک gray area کی نشاندہی کی ہے کہ 60 فیصد بچے qualify کرتے ہیں لیکن پرائیویٹ میڈیکل کالجوں میں کیا ہو رہا ہے---

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت(ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! یہ اس طرح نہیں ہے بلکہ 60 percent marks is the eligibility اہلیت جو ہے---

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! میں نے یہی کہا ہے کہ جو qualify کرتے ہیں اور یہاں پر grey area یہ ہے کہ بچے میرٹ کے مطابق پرائیویٹ میڈیکل کالجوں کی فیس دینے کے لئے تیار ہیں لیکن کچھ ایسے امیر لوگوں کے بچے جو ان سے کم نمبر لیتے ہیں اور ان کا aggregate کم بنتا ہے وہ چھ یا سات لاکھ donation دینے کے بعد ان بچوں کو محروم کر دیتے ہیں تو یہاں اس grey area کو address کرنے کا حکومت ارادہ رکھتی ہے؟

جناب سپیکر: جی، ڈاکٹر صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! پہلی بات تو یہ ہے کہ یونیورسٹی آف ہیلتھ سائنسز کے ساتھ تقریباً 98 فیصد کالج affiliated ہیں اور وہ انٹری ٹیسٹ hold کرتے ہیں، وہی میرٹ لسٹ دیتے ہیں لیکن جیسا کہ میں نے پہلے گزارش کی ہے کہ انٹری ٹیسٹ کے بعد میرٹ لسٹ بنتی ہے جو کہ چسپاں بھی ہوتی ہے اور ویب سائٹ پر آویزاں بھی ہوتی ہے جسے آپ پڑھ بھی سکتے ہیں لیکن اس لسٹ میں جو لوگ پرائیویٹ کالجوں کی فیس دینے کے قابل نہیں ہوتے وہ داخلہ حاصل نہیں کر سکتے۔ جیسے پرائیویٹ اور سرکاری سکول ہیں تو جو فیس دینے کے قابل ہو گا وہی داخل ہو جائے گا۔ دوسری بات انہوں نے کمیشن کی کی ہے تو میں نے یہ گزارش کی ہے کہ officially اس کی کوئی permission ہے اور نہ ہی اجازت ہے۔ اگر کوئی ایسی settlement کرتے ہیں تو یہ between the student and the college ہے۔ اس بارے میں شکایات کو سننے کی مجاز PMDC ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: آپ اگلے سوال پر آ جائیں کیونکہ کرنل شبیر اعوان صاحب کافی دیر سے کھڑے ہیں یا پھر ان سے کہہ دیں۔

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان: جناب سپیکر! میں صرف ایک منٹ میں بات کرنا چاہوں گا۔

جناب سپیکر: کرنل صاحب! ضمنی سوال کرنا چاہتے ہیں؟

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان: جناب سپیکر! ایک تو مجھے ڈاکٹر سعید الٰہی کو دیکھ کر بہت بڑی خوشی ہوئی ہے کہ یہ بے چارے مینار پاکستان میں بیٹھتے تھے اور ان کو ناک میں sunburn ہو گیا تھا۔۔۔

جناب سپیکر: یہ باتیں مناسب نہیں ہیں، آپ ضمنی سوال پر آ جائیں۔

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان: جناب سپیکر! رانا صاحب نے جو باتیں point out کی ہیں یہ ساری correct ہیں اور ان کے علم میں بھی ہیں۔ یہ جتنے بھی پرائیویٹ کالج یا سکول ہیں۔
They are freezing the parents I suggest…

جناب سپیکر: جی، آپ کوئی ایسا قانون بنائیں۔

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان: جناب سپیکر! حکومت کوئی ایسا monitoring system بنائے اور۔۔۔

جناب سپیکر: آپ اپنے طور پر اس پر کوئی legislation کریں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! میں ان کو ذرا correct کر دوں کہ پوری دنیا میں میڈیکل ایجوکیشن اور میڈیکل ادارے federal body control کرتی ہے تاکہ ان کا standard equal رہے اور وہ maintain کر سکیں اسی لئے پرائیویٹ اور سرکاری کالجوں کے لئے PMDC بنائی گئی۔
Medical and Dental Council is fully authorized to regulate, evaluate and keep the standard of education.

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی، ڈاکٹر صاحبہ!

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! یہ جو مختلف باتیں point out ہوئی ہیں یہ سچ ہیں اور ان کی باتیں بھی سچ ہیں کہ erratic admissions ہوتے ہیں، کوئی director seat کہتا ہے، کوئی donation seat کہتا ہے اور کوئی merit seat کہتا ہے۔ یہ ساری باتیں کی جاتی ہیں تو میرا سعید الٰہی سے یہ سوال ہے کہ۔۔۔

جناب سپیکر: سعید الٰہی صاحب، آپ بھی صاحب ہیں اور وہ بھی محترمہ ہیں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! وہ میرے بھائی ہیں، چونکہ ڈاکٹر بھی ہیں تو میں انتہائی ادب کے ساتھ عرض کرتی ہوں کہ most honourable ڈاکٹر سعید الٰہی صاحب بات صرف اتنی ہے کہ یہ میں نے ذرا colleagueship میں کہہ دیا ہے اور ان کا ایسے نام لے لیا لیکن میں نے ان سے یہ پوچھنا ہے کہ کیا University of Health Sciences میں کوئی written rules and regulations کی لسٹ موجود ہے؟ کیونکہ پنجاب کے جتنے بھی پرائیویٹ میڈیکل کالج ہیں وہ یونیورسٹی آف ہیلتھ سائنسز کے under ہیں۔ اس کے اندر یہ جو regularity rules لکھے ہوئے ہیں وہیں پر lacunas موجود ہیں کیا یہ ان میں amendment یا ان کو foresee کرنے کے لئے تیار ہیں؟ تاکہ ان پرائیویٹ میڈیکل کالجوں کی جو کمائی ہے وہ unchecked نہ جاتی رہے؟ پارلیمانی سیکرٹری صاحب مجھے یہ بتادیں کہ یہ جو lacunas ہیں کیا اس کو revise کرنے کے لئے تیار ہیں اور یہ نہ کہیں کہ federal government کی ذمہ داری ہے اس لئے کہ Any medical college which is present in the Punjab, comes under the discussion of the University of Health Sciences یہ University of Health Sciences. بنی اس لئے تھی، میں اس حوالے سے legislation کو پچھلے دور اور اس دور میں بھی follow کر رہی ہوں۔ آپ اس کی responsibility ادھر ادھر نہ ڈالیں، پرائیویٹ میڈیکل کالج بڑے امیر لوگوں کے بنے ہوئے ہیں، ماشاءاللہ میں نام نہیں لوں گی لیکن نواز شریف میڈیکل کالج کی ایک chain بن گئی ہے اللہ کرے کہ وہ بہت اچھے standards پہ ہوں۔ Those standards are supposed to be ruled by written document of the University of Health Sciences. اگر اس کے documents موجود ہیں تو اس کی نشاندہی کریں اور اس میں جو غلطیاں ہیں ان کو revise کرنے کے لئے کچھ کریں لیکن یہ کیا کر رہے ہیں؟

جناب سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، پارلیمانی سیکرٹری!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ مجھے بہت افسوس ہوا ہے کہ یہ ڈاکٹر صاحبہ ہیں لیکن شاید ان کو procedure معلوم نہیں ہے۔ پرائیویٹ یا سرکاری میڈیکل کالجوں کو تسلیم کرنے کے لئے دو مراحل ہیں PMDC اسے As a Medical College recognize کرتی ہے اور اس کو ڈگری award کرنے کے لئے affiliation یونیورسٹی دیتی ہے تو ہر میڈیکل کالج کے لئے یہ binding ہے کہ وہ دو اداروں سے recognized and affiliate ہو گا۔

ہر میڈیکل کالج کی PMDC نے as per their parameters reorganization کرنی ہے اور ہر میڈیکل کالج جب inspect ہوتا ہے تو اس سے پہلے performers ہوتے ہیں اور پانچ بندوں کی کمیٹی ہوتی ہے اگر پنجاب میں کالج ہے تو باقی صوبوں کے Inspectors آئیں گے اور وہ inspection کرنے کے بعد recommend کرتے ہیں کہ یہ کالج recognition کے قابل ہے تو پھر PMDC کی جنرل کونسل اسے recognize کرتی ہے اور fifty and hundred students per year admissions allow کرتی ہے۔ اب دوسرا مرحلہ affiliation کا ہے کہ کوئی بھی یونیورسٹی for the purpose of curriculum and conducting examinations and awarding Degree affiliate کرتی ہے اور اس کے لئے U.H.S کے قوانین بالکل واضح موجود ہیں جب بھی کسی کالج کو PMDC کی طرف سے recognition ملتی ہے تو اس کے بعد U.H.S اس کی inspection کرتی ہے اور اپنے پیرامیٹر کے مطابق اس کو affiliate کرنے کے بعد بتاتی ہے کہ آپ نے یہ curriculum پڑھانا ہے، ان کے امتحان conduct کرتی ہے اور ڈگری جاری کرتی ہے۔

جناب سپیکر: بہت شکریہ

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! سعید الٰہی صاحب نے بالکل اپنے تکیہ کلام کے مطابق بات کی ہے کہ شاید ڈاکٹر سامیہ کو نہیں پتا اور مجھے سب پتا ہے اور بات کا جواب بھی الٹا دے رہے ہیں۔ میں نے تو کالج قائم کرنے کی بات ہی نہیں کی بلکہ میں ان کے standards اور check and balance کی بات کر رہی ہوں جو کہ کچھ انہوں نے کیا ہے۔ ٹھیک ہے accredit بھی ہوا، rules بھی ہیں اور وہ مجھے بھی پتا ہے لیکن میرا سوال یہ ہے کہ جن rules کے تحت وہ بنا ہے ان کا چیک اینڈ بیلنس کہاں ہے؟ وہ میڈیکل کالج مادر پدر آزاد کیوں ہیں؟ ان میں erratic admissions کیوں ہو رہے ہیں، کیوں اس میں بجٹ کا کوئی حساب نہیں ہے، کیوں فیس لینے کا حساب نہیں ہے، کیوں امتحانوں کو regulate نہیں کیا جا رہا؟

جناب سپیکر: بہت شکریہ۔ ان کا مائیک بند کریں۔ جی، پارلیمانی سیکرٹری!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! محترمہ regulatory bodies کو چیلنج کر رہی ہیں جس میں U.H.S اور PMDC شامل ہیں اور وہ ہمارے دائرہ اختیار میں نہیں ہیں۔ یہ جتنی باتیں انہوں نے کی ہیں کہ معیار دیکھنا ہے۔۔۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! University of Health Sciences پنجاب کے under آتی ہے۔۔۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! مجھے ذرا بات مکمل کرنے دیں۔۔۔

جناب سپیکر: جی، ابھی میں نے floor ادھر دیا ہوا ہے وہ بات کر رہے ہیں۔ آپ تشریف رکھیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! Universities autonomous bodies ہیں ان کے وائس چانسلرز، ان کے syndicates، ان کی faculties autonomous bodies ہیں اور یہ پنجاب حکومت کے under نہیں آتیں۔ جب تک وائس چانسلر تعینات نہ ہو جائے تو اس وقت تک وہ حکومت پنجاب کے زیر اثر ہے لیکن جب وائس چانسلر بن جائے تو وہ چار سال کی constitutional post ہے اور ہم اس کو remove نہیں کر سکتے اس لئے یہ جو ادارے ہیں۔۔۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! اگر کوئی بھی autonomous body حکومت پنجاب کے under نہیں ہے۔۔۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! یہ نیا قانون بنانا چاہ رہی ہے کہ regularity bodies یعنی U.H.S and PMDC کو محکمہ صحت چیک کرے اور یہ ممکن نہیں ہے۔ certain level پر autonomous bodies اس لئے بنائی گئی ہیں تاکہ وہ اپنا کام کریں۔

جناب سپیکر: وہ آپ کو نشاندہی کر رہے ہیں اس کا کوئی علاج اچھا کر لیں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! اگر autonomous body پنجاب حکومت کے under نہیں ہے تو میں اس بات کو چیلنج کرتی ہوں۔۔۔

جناب سپیکر: آپ مہربانی کر کے ان کی بات مکمل ہونے دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! اگر ان کو U.H.S اور PMDC پر اعتماد نہیں ہے تو اس کے بعد پھر عدالتیں موجود ہیں۔

جناب سپیکر: چلیں! آپ کی مہربانی۔

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر!۔۔۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: اب مجھے کسی اور کی بھی بات سننے دیں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! آپ پھر انہیں کہتے کیوں نہیں کہ rules پر عمل کریں؟

جناب سپیکر: میں نے انہیں کہہ دیا ہے کہ rules کے مطابق عمل کروائیں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! اس سوال کا جواب غلط ہے اور یہ صبح سے آئیں بائیں شائیں کر رہے ہیں۔۔۔

خواجہ محمد اسلام: جناب سپیکر! میرا سوال بھی۔۔۔

جناب سپیکر: ابھی Question Hour ہے، میں آپ کا question لیتا ہوں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! یہ کہتے ہیں کہ autonomous body پنجاب حکومت کے under نہیں آتی، انہیں کہیں کہ rules کے مطابق عمل کریں۔۔۔

جناب سپیکر: جی، ان کو کہہ دیا ہے کہ وہ rules کے مطابق عملدرآمد کریں گے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ کیا کر رہی ہیں؟ آپ کی بڑی مہربانی آپ تشریف رکھیں۔ اگلا سوال خواجہ محمد اسلام صاحب کا ہے۔

خواجہ محمد اسلام: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 5086 ہے اور اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

فیصل آباد انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی کے لئے خرید کی گئی ادویات و دیگر تفصیلات

*5086: خواجہ محمد اسلام: کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) فیصل آباد انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی کو سال 08-2007 اور 09-2008 کے دوران کتنی رقم ادویات کی خرید کے لئے فراہم کی گئی؟

(ب) کتنی رقم ایل پی پر خرچ ہوئی ایل پی سے خرید کردہ ادویات کہاں کہاں سے خرید کی گئیں؟

(ج) ایل پی کی اجازت کون دیتا ہے اور یہ ادویات کن کن کے لئے خرید کی جاتی ہیں؟

(د) ان سالوں کے دوران یہ ادویات کن کن افراد کو فراہم کی گئیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی):

(الف) فیصل آباد انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی، فیصل آباد کو سال08۔2007کے دوران35لاکھ روپے جبکہ مالی سال09۔2008کے دوران7کروڑ50لاکھ روپے ادویات کی خرید کے لئے فراہم کئے گئے ہیں۔

(ب) مالی سال08۔2007کے دوران ایل پی ادویات کی خرید پر2لاکھ46ہزار روپے جبکہ 09۔2008کے دوران ایل پی کے ذریعے ادویات کی خرید پر17لاکھ11ہزار روپے خرچ کئے گئے۔ مذکورہ عرصہ کے دوران ایل پی ادویات کی خرید علی میڈیکل سٹور اکبر آباد چوک نزد الائیڈ ہسپتال فیصل آباد سے کی گئی۔

(ج) ایل پی ادویات کی خرید کی اجازت میڈیکل سپرنٹنڈنٹ دیتا ہے۔ یہ ادویات شعبہ ایمرجنسی، شعبہ انڈور، شعبہ آؤٹ ڈور کے مریضوں اور entitled گورنمنٹ ملازمین (مریضوں) کو دی جاتی ہے۔

(د) ان سالوں کے دوران جن افراد کو ایل پی ادویات فراہم کی گئیں ان کی تفصیل (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

جناب سپیکر: جی، ضمنی سوال بولیں۔

خواجہ محمد اسلام: جناب سپیکر! میں جز(الف) کی طرف دھیان دوں گا کہ Faisalabad Institute of Cardiology کو سال 08-2007 کے دوران 35 لاکھ روپے دیئے گئے جبکہ مالی سال 09-2008 کے دوران 7 کروڑ 50 لاکھ روپے کی ادویات خریدی گئی تھیں تو میں یہ کہنا چاہوں گا کہ اسی سے way of thinking اور health priority کا پتا چلتا ہے کہ جب 09-2008 میں پاکستان مسلم لیگ (ن) کی حکومت آئی تو انہوں نے اس بجٹ کو کتنا آگے بڑھا دیا۔ میں House اور میڈیا کے علم میں یہ بات لانا چاہتا تھا۔ میں سوال کے جواب سے مطمئن ہوں۔ شکریہ

جناب سپیکر: جی، نوانی صاحب کدھر ہیں؟

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! میرا point پچھلے سوال سے related تھا اور آپ نے سوال آگے چلا دیا۔

جناب سپیکر: چلیں! پھر آگے دیکھ لیتے ہیں۔ خواجہ محمد اسلام صاحب اگلا سوال بھی آپ کا ہے۔

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔۔۔

جناب سپیکر: جی، ادھر ضمنی سوال آگیا ہے۔ جی، گوندل صاحب!

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب سپیکر! یہ جو فیصل آباد Institute of Cardiology بنایا گیا ہے اس نے بہت اچھا کام کیا ہے۔ جھنگ، فیصل آباد اور چنیوٹ جو کہ اس کے ارد گرد کے اضلاع ہیں ان اضلاع کے لوگوں کو وہاں facilitate کیا ہے پہلے ان لوگوں کو اس سلسلے میں لاہور کا سفر کرنا پڑتا تھا لیکن اس سے ان کو کافی ریلیف ملا ہے۔ اسی طرح کا ایک Institute of Cardiology وزیر آباد میں بھی بن رہا تھا اس وقت تقریباً ایک ارب روپیہ اس کی بلڈنگ پر خرچ ہو چکا ہے honourable Health Minister یعنی منسٹر انچارج اس بارے میں بھی ادراک رکھتے ہوں گے تو یہ ڈسٹرکٹ سیالکوٹ یا overall گوجرانوالہ ڈویژن کے عوام کا کوئی قصور بتادیں کہ اس وجہ سے اسے pending کر دیا گیا ہے اور پچھلے پانچ سالوں سے اس پر کام نہیں ہو رہا یا پھر کوئی وجوہات بتادیں۔ کیا مسٹر پرویز الٰہی نے یہ Institute of Cardiology شروع کیا تھا۔۔۔

جناب سپیکر: آپ کو کسی نے روکا ہے؟ میری بات غور سے سُنیں۔ کیا آپ پر کوئی پابندی ہے کہ آپ سوال نہیں دے سکتے؟

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب سپیکر! میں ان کے سوال پر ضمنی سوال تو کر سکتا ہوں۔

جناب سپیکر: relevant رہا کریں۔

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب سپیکر! وزیر موصوف سے کہیں کہ میرے سوال کا جواب بتادیں۔

جناب سپیکر: آپ پوچھیں میں پتا کرتا ہوں وہ کیا جواب دیتے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! انہوں نے تین سوال کئے ہیں پہلی بات تو یہ ہے کہ گوجرانوالہ، سیالکوٹ کے لوگ ہمارے دل کے قریب ہیں۔ جس طرح فیصل آباد ہے اس طرح ہی سیالکوٹ اور گوجرانوالہ ہے۔ انہوں نے جو بات کی ہے۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں، وہ کہہ رہے ہیں کہ وزیر آباد میں کوئی بننا تھا اس کو کیوں روک دیا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! چار مہینے پہلے چیف منسٹر صاحب خود وہاں گئے تھے اب دوبارہ کام شروع ہو چکا ہے۔اس کا SNE،اس کا سارا equipment آرہا ہے اور اسی سال میں انشاء اللہ تعالیٰ وزیر آباد میں Institute of Cardiology شروع ہو رہا ہے۔

جناب سپیکر: جی،اگلا سوال۔ خواجہ صاحب! یہ سوال بھی غالباً آپ کا ہے؟

خواجہ محمد اسلام: جناب سپیکر! سوال نمبر 5087 ہے۔۔۔

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب سپیکر! اس بجٹ میں اس کے لئے ایک پیسا بھی نہیں رکھا گیا۔

جناب سپیکر: دیکھیں میری بات سنیں،آپ تشریف رکھیں۔ میں نے floor ان کو دیا ہوا ہے۔

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب سپیکر! میری عرض سُن لیں۔

جناب سپیکر: نہیں،آپ بیٹھیں۔آپ کی بڑی مہربانی،آپ کا شکریہ

خواجہ محمد اسلام: جناب سپیکر! یہ خود سوال کر لیا کریں۔

جناب سپیکر: جی،آپ اپنی بات کریں،اُن کو چھوڑیں۔

خواجہ محمد اسلام: جناب سپیکر! سوال نمبر 5087 ہے۔اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

فیصل آباد انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی کے لئے خرید کی گئی مشینری، بیڈز و دیگر تفصیلات

*5087: خواجہ محمد اسلام: کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) فیصل آباد انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی میں طبی آلات، طبی مشینری اور بیڈز کی خرید پر کتنی رقم سال 08۔2007 اور 09۔2008 کے دوران خرچ کی گئی؟

(ب) اس انسٹیٹیوٹ میں طبی آلات، طبی مشینری اور بیڈز کی تعداد علیٰحدہ علیٰحدہ کتنی ہے؟

(ج) اس میں ایکسرے مشین، الٹرا ساؤنڈ مشین کی تعداد کتنی ہے؟

(د) اس انسٹیٹیوٹ کے لئے مزید کس کس طبی مشینری کی ضرورت ہے؟

(ہ) یہ مشینری حکومت کب تک فراہم کرے گی؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی):

(الف) فیصل آباد انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی فیصل آباد میں 08۔2007 میں 169.874 ملین روپے جبکہ 09۔2008 کے دوران 478.459 ملین روپے طبی آلات، طبی مشینری اور بیڈز کی خرید پر خرچ ہوئے۔

(ب) مذکورہ انسٹیٹیوٹ میں موجود طبی آلات، مشینری اور بیڈز کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) اس انسٹیٹیوٹ میں 4 ایکسرے مشینیں اور ایک الٹرا ساؤنڈ مشین ہے۔

(د) مذکورہ ہسپتال کے لئے مزید درج ذیل مشینری درکار ہے۔

(i) سی ٹی انجیوگرافی (C.T.Angiography) ایک عدد

(ii) ہارٹ لنگ مشینیں (Heart Lung Machines) دو عدد

(iii) ہائپوتھرمیا مشینیں (Hypothermia Machines) دو عدد۔

(ہ) وزیر اعلیٰ پنجاب کی ہدایات کی روشنی میں محکمہ صحت پنجاب ان ہائی ٹیک مشینوں کو خریدنے کے لئے پراسس شروع کر چکا ہے اور جلد ہی یہ مشینیں خرید کر ہسپتال ہذا کو فراہم کر دی جائیں گی۔

جناب سپیکر: جی، کوئی ضمنی سوال؟

خواجہ محمد اسلام: جناب سپیکر! جواب میں یہ لکھا گیا ہے کہ مذکورہ ہسپتال کے لئے مزید درج ذیل مشینری درکار ہے۔

(i) سی ٹی انجیوگرافی (C.T.Angiography) ایک عدد

(ii) ہارٹ لنگ مشینیں (Heart Lung Machines) دو عدد

(iii) ہائپوتھرمیا مشینیں (Hypothermia Machines) دو عدد

جناب سپیکر! جز (ہ) میں لکھا ہے کہ وزیر اعلیٰ پنجاب کی ہدایات کی روشنی میں محکمہ صحت پنجاب ان ہائی ٹیک مشینوں کو خریدنے کے لئے پراسس شروع کر چکا ہے اور جلد ہی یہ مشینیں خرید کر ہسپتال ہذا کو فراہم کر دی جائیں گی۔ پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے میری گزارش ہے کہ ذرا اس کی date دے دیں۔

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! اس میں گزارش یہ ہے کہ جو مشینیں انہوں نے بتائی ہیں اس میں C.T Angiography, Heart Lung Machines, Hypothermia Machines وہاں پر موجود ہیں مزید جو آرڈرز دیئے گئے ہیں ان کو ہم چیک کر لیتے ہیں کہ ان کی delivery date کیا ہے کیونکہ باقاعدہ ٹینڈر ہوتے ہیں۔ میں وہ dates check کر کے بتا دوں گا کہ کس تاریخ کو اس کی delivery ہے؟

ڈاکٹر غزالہ رضا رانا: جناب سپیکر! یہ 2009 کا سوال ہے اب تک تو اس کا جواب آ جانا چاہئے۔

جناب سپیکر: جی، بتائیں جواب کیوں نہیں آ رہا؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! جتنے Cardiology Institutes ہیں یہ حکومت پنجاب کی priority پر ہیں Cardiology Institutes میں چونکہ trained لوگ کم ملتے ہیں اسی لئے ہم نے سپیشل سلیکشن بورڈ کے ذریعے چار نئے لوگ hire کئے ہیں جو فیصل آباد، ملتان اور پنڈی میں بطور roving surgeons کام کریں گے اور جو equipment وہاں پر موجود ہے وہ کام کر رہا ہے جو نیا تھا اس کے بارے میں، میں نے گزارش کی ہے کہ ہم تاریخ چیک کر لیتے ہیں کہ اس کی delivery date کب ہے اور وہ کب سے کام شروع کرے گی تو پھر ہم House کو آگاہ کر دیں گے۔

خواجہ محمد اسلام: جناب سپیکر! اس سوال کو pending کر دیا جائے۔

جناب سپیکر: سوال pending نہیں کیا جاتا۔ آپ کی مہربانی۔

خواجہ محمد اسلام: جناب سپیکر! پھر اس کی تاریخ کا کیسے پتا چلے گا؟

جناب سپیکر: جی، وہ آپ کو تاریخ بتا دیں گے۔

خواجہ محمد اسلام: جناب سپیکر! یہ سوال 2008 میں پوچھا گیا تھا اب 2012 ہے۔

جناب سپیکر: جلد بتا دیں گے۔

خواجہ محمد اسلام: جناب سپیکر! بوٹی آ گئی ہے، اب جواب مل جائے گا۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! میں ان کو دو چیزیں clear کر دوں کہ Heart Lung Machine and Hypothermia Machine جو Anesthesia کے لئے

استعمال ہوتی ہیں۔ دونوں install ہو گئی ہیں انہوں نے کام شروع کر دیا ہے اور CT angiography جو ہے اس کی ابھی رپورٹ نہیں آئی۔ وہ آئے گی تو دیکھیں گے۔

جناب سپیکر: جی، علی نور نیازی صاحب!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! .On his behalf (معزز ممبر نے جناب علی حیدر نور خان نیازی کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: علی نور نیازی صاحب یہاں تشریف فرما ہیں میں نے خود ان کو دیکھا ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں نے تو ان کو غائب نہیں کیا۔

جناب سپیکر: جی، آپ سوال نمبر بولئے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! سوال نمبر 5274 ہے اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

پنجاب ڈینٹل ہسپتال لاہور میں ایم ایس کی تعیناتی و دیگر تفصیلات

*5274: جناب علی حیدر نور خان نیازی: کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پنجاب ڈینٹل ہسپتال لاہور میں موجودہ ایم ایس کب سے تعینات ہیں؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ ان کی تعیناتی کے دوران ہسپتال کا آڈٹ نہیں کروایا گیا اگر آڈٹ ہوا ہے تو جو آڈٹ ہوا اس میں کون کونسی بے قاعدگیوں کی نشاندہی کی گئی اور اس بارے میں کیا کیا کارروائی کس کس کے خلاف ہوئی، مکمل تفصیل سے آگاہ کریں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ موجودہ ایم ایس دو سال قبل ریٹائر ہو گئی تھی؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ گورنمنٹ رولز کے تحت جو ملازم ریٹائر ہو جائے دوبارہ Regular Basis پر ڈیوٹی سرانجام نہیں دے سکتا اگر جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ ایم ایس کن رولز کے تحت ڈیوٹی سرانجام دے رہی ہے اور یہ کس اتھارٹی کی اجازت سے ہوا، مکمل تفصیل سے آگاہ کریں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی):

(الف) پنجاب ڈینٹل ہسپتال لاہور میں 2010 میں ڈاکٹر شاہینہ نصرت، 06-10-27 سے تعینات تھی جو کہ 2011-03-07 کو سپر اینوایشن پر ریٹائر ہوئی۔

موجودہ ایم ایس ڈاکٹر متین خان صاحبہ ہیں جو کہ 2011-12-23 سے تعینات ہیں۔

(ب) مذکورہ ہسپتال کا آڈٹ ہر سال باقاعدگی سے ہو رہا ہے تاہم کسی بھی بے قاعدگی کی نشاندہی نہیں ہوئی۔

(ج) یہ درست نہ ہے۔ بلکہ ڈاکٹر شاہینہ نصرت جو کہ 2010 میں بطور ایم ایس تعینات تھی وہ 2011-03-07 کو سپر اینوایشن پر ریٹائر ہوئی ہیں اور ان کو دوبارہ ایم ایس تعینات نہ کیا گیا ہے۔

(د) اس سوال کا جواب نفی میں ہے۔

جناب سپیکر: جی، کوئی ضمنی سوال؟

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! جز (الف) میں دیکھئے ڈاکٹر شاہینہ نصرت 27.10.2006 سے تعینات تھیں اور 07.03.2011 کو ریٹائر ہو گئیں اس کے بعد دیکھئے کہ 23.12.2011 کو ڈاکٹر متین خان آ گئیں۔ 9 ماہ ایم ایس کا عہدہ خالی رہا۔ میرا پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے سوال ہے کہ کیا بغیر ایم ایس کے ہسپتال چل سکتا تھا، یہاں میں اپنی پہلے والی بات کو confirm کر رہا ہوں کہ 9 مہینے بغیر ایم ایس کے یہ ہسپتال کیسے چل سکتا ہے بغیر ایم ایس کے ایک دن بھی ہسپتال نہیں چل سکتا تو یہ عہدہ 9 مہینے کیسے خالی رہا ہے؟

جناب سپیکر: کسی کو attachment دی ہو گی۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! میں شیخ صاحب کو یہ clear کر دوں کہ یہ عہدہ خالی نہیں رہا اور جو ڈاکٹر متین خان صاحبہ ہیں یہ وہاں پر next senior تھیں ان کے پاس بطور AMS چارج تھا اور وہ کام کر رہی تھیں ان کا proper notification سات مہینے بعد ہوا ہے لیکن وہ آٹھ مہینے بطور AMS یہ کام کرتی رہی ہیں اور اس سے پہلے بھی وہ وہاں پر DMS رہی ہیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں ایک بات واضح کرنا چاہتا ہوں کہ پرائیویٹ میڈیکل کالجوں پر جو بات ہو رہی تھی ہمارے پارلیمانی سیکرٹری صاحب کی خوش قسمتی ہے کہ یہ پرائیویٹ میڈیکل کالجوں کے

بابائے آدم ہیں لیکن جس طریقے سے ان کو سارا پتا ہے کہ یہ کیا معاملہ ہے بغیر notification کے ایک دن اجلاس نہیں چل سکتا۔ یہی وہ معاملہ ہے ان کو کہیں کہ یہ اپنے علم کو پبلک کے لئے استعمال کریں ان کو بہت علم ہے کہ یہ کیا ہو رہا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! تعمیل ہو جائے گی۔

جناب سپیکر: کیا؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! شیخ صاحب کے حکم کی تعمیل ہو جائے گی۔ (قہقہہ)

جناب سپیکر: چلیں، آپ کی مہربانی۔ ملک عامر ڈوگر صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا یہ سوال dispose of ہوتا ہے۔ اگلا سوال محترمہ مائزہ حمید صاحبہ!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ لہذا یہ سوال dispose of ہوتا ہے، اللہ اکبر! اب کیسے بلاؤں؟ اگلا سوال ڈاکٹر سامیہ امجد صاحبہ کا ہے۔ سوال نمبر بولئے گا۔ یہ بھی دیکھ لیں کہ ڈیڑھ منٹ ہے۔ اس سے زیادہ ٹائم نہیں ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! ٹھیک ہے۔ سوال نمبر 5395 ہے اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

سوائن فلو کی روک تھام کے لئے ضروری اقدامات

***5395: ڈاکٹر سامیہ امجد:** کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سوائن فلو مہلک مرض ثابت ہو چکا ہے اور اس کے سینکڑوں کیس صوبہ میں ظاہر ہو چکے ہیں؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو کیا صوبہ کے تمام ہسپتالوں میں انسدادی ادویات۔ ویکسین، دستانے اور گولیاں موجود ہیں اگر نہیں تو کب تک مکمل انتظامات متوقع ہیں تفصیل بتائی جائے؟

(ج) کیا مذکورہ مرض کی صحیح تشخیص اور علاج کے لئے ماہرین ڈاکٹر و دیگر عملہ صوبے کے ہسپتالوں میں موجود ہے، اگر نہیں تو حکومت کب تک اس سلسلہ میں عملی اقدامات کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، تفصیل ایوان کی میز پر رکھی جائے؟

(د) کیالاہور اور پنجاب کے دیگر شہروں میں بیرون ملک سے آنے والے افراد کی سکریننگ کے لئے ریلوے سٹیشن، بس اڈوں اور airport پر انتظامات کئے گئے ہیں اگر ہاں تو تفصیل ایوان کی میز پر رکھی جائے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی):

(الف) سوائن فلو کی بیماری ایک متعدی وائرس (Swine Influenza Virus HINI) سے پھیلتی ہے۔ یہ بیماری دنیا کے دوسرے ممالک کی طرح پاکستان میں بھی پائی جاتی ہے۔ سال 2009 تا 2011 کے دوران صوبہ پنجاب میں پائے گئے سوائن فلو کے مریضوں کی تعداد مندرجہ ذیل ہے۔

سال	تعداد	اموات
2009	11	03
2010	08	03
2011	48	04

(ب) محکمہ صحت حکومت پنجاب نے دوسری متعدی بیماریوں کی طرح سوائن فلو بیماری سے بچاؤ کے لئے بھی ہر سال کی طرح اس سال بھی ضروری اقدامات کئے ہیں۔ اس سلسلہ میں حکومت پنجاب محکمہ صحت نے صوبہ بھر کے تمام ہسپتالوں کو ضروری ہدایات جاری کر رکھی ہیں، جن کے تحت ہسپتالوں کی انتظامیہ کو اس بیماری سے تدارک کے لئے Oseltamivir نامی دوائی کی وافر تعداد میں موجودگی کی ہدایات دی گئی ہیں۔ تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ تمام ہسپتالوں میں یہ دوائی وافر تعداد میں موجود ہے جو کہ سوائن فلو کے مریضوں کو مفت فراہم کی جاتی ہے۔

(ج) جی ہاں! صوبہ بھر کے تمام ہسپتالوں میں اس بیماری کی تشخیص اور علاج معالجہ کے لئے ماہرین طب مناسب تعداد میں موجود ہیں، نیز تربیت یافتہ عملہ سوائن فلو کے مریضوں کی مناسب دیکھ بھال کے لئے ہمہ تن مصروف ہے، اس سلسلہ میں ضروری (SOPs) بھی جاری کی جا چکی ہیں۔

(د) ایسے افراد جو دیگر ممالک سے لاہور یا ملک کے کسی بھی شہر کے اندر آتے ہیں ایسے افراد کی سکریننگ کے لئے بھی تربیت یافتہ عملہ موجود ہے جو کہ ائیر پورٹ انتظامیہ کے بلانے پر مناسب اقدامات کر سکتا ہے۔

مزید برآں محکمہ صحت نے پنجاب بھر کے تمام اضلاع کے (EDOs(H),DOs(H ضلعی ہسپتالوں کے فزیشنز، پتھالوجسٹ اور متعلقہ نرسز کو سوائن فلو کے سلسلہ میں خصوصی ٹریننگ دی ہے۔ تمام ہسپتالوں کی جانب سے فوکل پرسنز نامزد کئے گئے ہیں اور ریپڈ ریسپانس ٹیمیں(Rapid Response Teams) تشکیل دی گئی ہیں۔ مزید برآں عوام الناس کو سوائن فلو سے بچاؤ اور ہسپتالوں کے متعلقہ عملہ کی ذاتی حفاظت کے لئے مندرجہ ذیل سامان بھی فراہم کیا گیا ہے۔

1۔ ذاتی حفاظت کا سامان برائے عملہ (PPE)
2۔ ادویات بشمول(Oseltamivir)
3۔ سوائن فلو کی ویکسین(Vaccines)
4۔ سرنجیں(Syringes)
5۔ سیفٹی باکس(Safety Boxes)
6۔ بینرز(Banners)
7۔ پوسٹرز(Posters)
8۔ لیف لیٹس(Leaflets)

محکمہ صحت کی C.D.C سپروائزر اور L.H.Vs پر مشتمل فیلڈ ٹیمیں گھر گھر جا کر عوام الناس کو سوائن فلو کے بچاؤ سے متعلق معلومات فراہم کرتی ہیں۔

محکمہ صحت کی جانب سے اٹھائے گئے بروقت اقدامات کا ہی نتیجہ ہے کہ یہ مہلک مرض مزید نہ پھیل سکا۔ آئندہ بھی اس پر مکمل قابو پا لیا جائے گا۔

جناب سپیکر: جی، کوئی ضمنی سوال؟

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! یہ مجھے بتادیں کہ امیگریشن میں سوائن فلو کے حوالے سے جو اقدامات انہوں نے کئے ہیں یعنی کہ جب امیگریشن کے لئے مریض جاتے ہیں تو اس کے لئے جو انہوں نے کاونٹرز بنائے ہیں اس کے بارے میں مجھے تفصیل معلوم کرنی تھی۔ میرا خیال ہے کہ سوائن فلو چیک کرنے کے لئے جو ائیرپورٹ پر کاؤنٹرز بنائے ہیں امیگریشن پر چیک کرنے کے لئے وہ کاؤنٹرز کام نہیں کر رہے۔ مہربانی کر کے مجھے اس کی وضاحت کر دیں کہ اس کے لئے انہوں نے کیا کیا ہے؟

جناب سپیکر: جی، ائیرپورٹ پر امیگریشن کاؤنٹرز کا بتادیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الہی): جناب سپیکر! اس میں گزارش یہ ہے کہ ڈاکٹر صاحبہ جو فرما رہی ہیں اس کو quarantine کہتے ہیں یہ تمام ائیرپورٹس پر موجود ہوتے ہیں پاکستان میں

جو quarantines ہیں ان کو FIA look after اور Civil Aviation Authority کرتی ہیں اور وہاں پر جو ڈاکٹر تعینات ہوتے ہیں وہ Civil Aviation Authority کے ملازم ہوتے ہیں جو اس میں voluntarily ان علاقوں سے آتے ہیں جہاں یہ بیماری پھیلی ہوتی ہے ان کو ایک affidavit ملتا ہے اس پر وہ sign کر کے بتاتے ہیں کہ ہم اس علاقے سے آئے ہیں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! کیا حکومت پنجاب خود اس کو Civil Aviation Authority کی طرف چھوڑ دیتی ہے یا ان کا بھی اس میں کوئی role ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): ڈاکٹر صاحبہ! میں نے پہلے بھی گزارش کی ہے شاید آپ مکس کر رہی ہیں کچھ ادارے اور ڈیوٹیز وفاقی حکومت کی ہیں۔ ائیرپورٹس، وہاں کا عملہ، وہاں پر تمام میڈیکل سٹاف فیڈرل گورنمنٹ کے under ہوتا ہے اور انہی کے کنٹرول میں رہنے کے بعد پورے ملک میں یکساں پالیسی نافذ ہوتی ہے۔ صوبے اپنی پالیسی ائیرپورٹ پر نافذ نہیں کر سکتے۔

جناب سپیکر: جی، اب وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، بقیہ سوالات اور ان کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

صوبہ میں ٹی بی کے علاج کے لئے سینٹوریم کی تعداد و دیگر تفصیلات

*4057: محترمہ سیمل کامران: کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) صوبہ پنجاب میں حکومتی سطح پر ٹی بی کے علاج کے لئے کتنے sanatorium قائم ہیں؟

(ب) کیا ٹی بی کے مریضوں کو ان اداروں میں مفت ادویات فراہم کی جاتی ہیں؟

(ج) مری کے قریب sanatorium کو 2007 سے آج تک کتنے فنڈز جاری کئے گئے ہیں اور وہاں پر کون کون سی مشینری فراہم کی گئی ہے مکمل تفصیل سے ایوان کو آگاہ فرمایا جائے؟

وزیراعلیٰ(میاں محمد شہباز شریف):

(الف) صوبہ پنجاب میں حکومت کے زیر کنٹرول T.B کے علاج کے لئے صرف ایک سینٹوریم، سید محمد حسین گورنمنٹ سینٹوریم سالمی، تحصیل مری، ضلع راولپنڈی میں کام کر رہا ہے۔

(ب) مذکورہ بالا سینٹوریم سے ٹی بی کے مریضوں کو مفت ادویات فراہم کی جا رہی ہیں۔

(ج) مذکورہ بالا سینٹوریم کو 08۔2007 کے دوران 40.625 ملین روپے، مالی سال 09۔2008 کے دوران 47.258 ملین روپے، مالی سال 10۔2009 کے دوران 53.415 ملین روپے، مالی سال 11۔2010 کے دوران 58.845 ملین روپے جبکہ مالی سال 12۔2011 کے دوران 71.163 ملین روپے فراہم کئے گئے ہیں۔

سال 2007 سے آج تک سید محمد حسین گورنمنٹ ٹی بی سینٹوریم سالمی مری کو کوئی مشینری فراہم نہ کی گئی ہے۔

لاہور سپیشلسٹ کیڈر کی اسامیوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*4706: ڈاکٹر محمد اشرف چوہان: کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) سپیشلسٹ کیڈر کی لاہور شہر کے ہسپتالوں میں کتنی اسامیاں ہیں، گریڈ، اسامی اور ہسپتال وار بتائیں؟

(ب) کتنی اسامیاں کس کس ہسپتال میں خالی ہیں؟

(ج) ان اسامیوں کو پُر کرنے کے لئے حکومت کیا اقدامات اٹھا رہی ہے؟

وزیراعلیٰ(میاں محمد شہباز شریف):

(الف) لاہور کے مختلف ہسپتالوں میں سپیشلسٹ کیڈر کے ڈاکٹرز کی گریڈ 19، 18 اور 20 میں کل 398 اسامیاں منظور شدہ ہیں۔ تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) لاہور شہر کے سرکاری ہسپتالوں میں گریڈ 20 کے سپیشلسٹ ڈاکٹرز کی 6، گریڈ 19 کے سپیشلسٹ ڈاکٹرز کی 15 اور گریڈ 18 کے سپیشلسٹ ڈاکٹرز کی 167 اسامیاں خالی ہیں۔ تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) محکمہ صحت حکومت پنجاب نے سپیشلسٹ ڈاکٹرز کی 294 سیٹوں کو پُر کرنے کی غرض سے ریکوزیشن PPSC کو بھیجوادی ہے۔ مزید یہ کہ تبدیلی کیڈر کے بعد 45 ڈاکٹرز کو لاہور شہر کے مختلف ہسپتالوں میں سپیشلسٹ ڈاکٹر کے طور پر تعینات کیا گیا ہے۔

سلیکشن کمیٹیوں (DSC) کے ذریعے واک ان انٹرویو بھرتی کر کے سیٹوں کو فل کیا جا رہا ہے۔ باقی ماندہ خالی اسامیوں کو بذریعہ پروموشن پُر کرنے کے لئے محکمہ صحت میں شب و روز کام جاری ہے۔

نرسز اور نرسنگ انسٹرکٹر کی سنیارٹی کی تفصیلات

*4707: ڈاکٹر محمد اشرف چوہان: کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ نرسز اور نرسنگ ٹیچر یعنی نرسنگ انسٹرکٹر اور اسسٹنٹ انسٹرکٹر کی سنیارٹی مشترکہ ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ان دونوں کیڈر کے کام مختلف نوعیت کے ہیں مگر انکی سنیارٹی لسٹ مشترکہ ہے؟

(ج) کیا حکومت ٹیچنگ کیڈر اور دیگر نرسز کی سنیارٹی لسٹ علیحدہ علیحدہ تیار کرنے اور ان کو علیحدہ علیحدہ ترقی دینے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) جی نہیں! بلکہ چارج نرس اور نرسنگ انسٹرکٹر اور اسسٹنٹ نرسنگ انسٹرکٹر کی سنیارٹی الگ ہوتی ہے کیونکہ upgradation سے پہلے اسسٹنٹ نرسنگ انسٹرکٹر اور ہیڈ نرسز کا سکیل 16 اور نرسنگ انسٹرکٹر کا سکیل 17 تھا لیکن اب گورنمنٹ مراسلہ نمبری SO(ND)3-1/2004 بتاریخ 06-02-01 اور SO(ND)3-1/2004 بتاریخ 06-11-23 (کاپیاں ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں) کے مطابق ہیڈ نرسز/اسسٹنٹ نرسنگ انسٹرکٹر کا سکیل برابر ہے، لیکن عہدہ اور تجربہ کے لحاظ سے نرسنگ انسٹرکٹر سینئر ہوتی ہے۔ ان دونوں کی سنیارٹی علیحدہ علیحدہ ہوتی ہے۔ تاہم جو چارج نرسز (Ward & Teaching Management Course) کا ڈپلومہ رکھتی ہیں ان کی ترقی بطور اسسٹنٹ نرسنگ انسٹرکٹر ہو سکتی ہے۔

(ب) ہیڈ نرس/اسسٹنٹ نرسنگ انسٹرکٹر بذریعہ ترقی نرسنگ انسٹرکٹر بنتی ہے اس طرح یہ سنیارٹی اور تجربے کے لحاظ سے سینئر ہوتی ہیں اور اسسٹنٹ نرسنگ انسٹرکٹر کام کی نوعیت کے لحاظ سے اپنی سینئر کو کلاس روم، ٹیچنگ اور کلینیکل میں مدد دیتی ہے لہذا ان کی سنیارٹی مشترکہ نہیں ہوتی۔

(ج) جی ہاں!

پرائیویٹ ہسپتالوں کی رجسٹریشن، قواعد اور معاوضوں کے تعین کی تفصیلات

*4842: انجینئر قمر الاسلام راجہ: کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا پرائیویٹ ہسپتالوں اور نرسنگ ہومز کو رجسٹر کرنے کا کوئی مربوط نظام موجود ہے اور کیا یہ رجسٹریشن مختلف کیٹیگریز میں ہوتی ہے رجسٹریشن کے قواعد و ضوابط سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

(ب) کیا ان قواعد و ضوابط میں مریضوں کی طرف سے ان ہسپتالوں اور نرسنگ ہومز کو ادا کئے جانے والے معاوضوں کا بھی تعین کیا گیا ہے اور اگر کیا گیا ہے تو ان نرخوں کے تعین کا معیار کیا ہے؟

(ج) کیا ان نرسنگ ہومز میں تعینات کئے جانیوالے سٹاف کے لئے کچھ کم از کم کوالیفکیشن کا تعین کیا گیا ہے اور اگر کیا گیا ہے تو اس کے نفاذ کا طریق کار کیا ہے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) پرائیویٹ ہسپتالوں اور نرسنگ ہومز کو رجسٹر کرنے کے لئے محکمہ صحت نے Health Care Commission Act 2010 متعارف کروایا ہے جو کہ پرائیویٹ اداروں کی پریکٹس کو ریگولیٹ کرنے کے لئے ان کو رجسٹر کرے گا۔

(ب) مندرجہ بالا بل میں مریضوں کی طرف سے ادا کئے جانے والے معاوضوں کا تعین نہیں کیا گیا ہے۔

(ج) جی ہاں! نرسنگ ہومز میں تعینات سٹاف کے لئے ضروری ہے کہ وہ کیٹیگری وار کوالیفکیشن متعلقہ ادارے یعنی PMF, PNC, PMDC وغیرہ کے ساتھ رجسٹر ہوں اور Punjab Health Care Commission اس سلسلے میں قانون کو نافذ کرتا ہے۔

لاہور۔پنجاب ڈینٹل ہسپتال میں ڈاکٹروں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*5281: ملک محمد عامر ڈوگر: کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) پنجاب ڈینٹل ہسپتال لاہور میں کتنے ڈاکٹر ڈیوٹی سرانجام دے رہے ہیں اور کب سے؟

(ب) تین سال سے زائد عرصہ سے تعینات ڈاکٹروں کی تفصیل سے علیحٰدہ علیحٰدہ ایوان کو آگاہ فرمائیں؟

(ج) کتنے ڈاکٹر ایسے ہیں جو عرصہ دراز سے رخصت پر ہیں، کس اتھارٹی کی اجازت سے رخصت پر ہیں، آگاہ فرمائیں؟

وزیراعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) پنجاب ڈینٹل ہسپتال، لاہور میں 18ڈاکٹر فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔ تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) مذکورہ ہسپتال میں دو ڈاکٹر تین سال سے زائد عرصہ سے تعینات ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

ڈاکٹر فریدہ درانی، سینئر ڈینٹل سرجن مورخہ 06-12-23اور ڈاکٹر نگہت سلطانہ، ڈینٹل سرجن مورخہ 07-01-11سے تعینات ہیں۔

(ج) کوئی ڈاکٹر بھی عرصہ دراز سے رخصت پر نہ ہے۔

پنجاب ڈینٹل ہسپتال لاہور میں گاڑیوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*5286: محترمہ مائزہ حمید: کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) پنجاب ڈینٹل ہسپتال لاہور کے پاس سرکاری گاڑیاں کتنی ہیں اور وہ کن کن کے زیر استعمال ہیں؟

(ب) 09-2008اور 10-2009کے دوران ان گاڑیوں کی مرمت و تیل پر کتنے اخراجات ہوئے ان کی تفصیل سے آگاہ کریں؟

(ج) مذکورہ بالا عرصہ کے دوران ٹیلی فون، بجلی کے بلز کی کتنی ادائیگی کی گئی مکمل تفصیل سے آگاہ کریں؟

(د) ہسپتال کے کتنے پروفیسرز، ڈاکٹرز و دیگر ملازمین کے خلاف اس وقت بے قاعدگیاں و شکایات کی انکوائری چل رہی ہیں انکے نام، عہدوں سے آگاہ کریں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) پنجاب ڈینٹل ہسپتال لاہور میں سرکاری گاڑیوں کی تعداد 04 ہے۔

01۔	ایمبولینس، مریضوں کے لئے	ایک عدد
02۔	سوزوکی کلٹس، سٹاف کار	ایک عدد
03۔	موٹر سائیکل، ڈاک تقسیم کرنے کے لئے	ایک عدد
04۔	سوزوکی وین	ایک عدد ڈینٹل

مٹیریل / میڈیسن ڈینٹل ہسپتال سے اوورل سرجری یونٹ نواز شریف ہسپتال یکی گیٹ لے جانے کے لئے ہفتہ وار استعمال ہوتی ہے اور دوسرا یہ کہ آڈٹ میٹنگز اور دوسری میٹنگز جو کہ سیکرٹریٹ میں ہوتی ہیں کے لئے استعمال ہوتی ہے۔

(ب) 09۔2008 کے دوران گاڑیوں کی مرمت پر مبلغ 99ہزار 7سو54روپے جبکہ مالی سال 10۔2009 کے دوران گاڑیوں کی مرمت پر 3ہزار 9سو40روپے خرچ ہوئے۔

تیل پر مالی سال 09۔2008 کے دوران ایک لاکھ 65ہزار 2سو57روپے جبکہ مالی سال 10۔2009 کے دوران تیل کی مد میں ایک لاکھ 11ہزار 2سو96روپے خرچ ہوئے۔

(ج) 09۔2008 میں ٹیلی فون کے بل کی ادائیگی پر مبلغ 45ہزار 9سو14روپے جبکہ 10۔2009 کے دوران ٹیلی فون بلز کی ادائیگی پر مبلغ 69ہزار 8سو99روپے خرچ ہوئے۔

09۔2008 کے دوران بجلی کے بلز کی ادائیگی پر مبلغ ایک کروڑ 19لاکھ 98ہزار 5سو98 روپے خرچ ہوئے جبکہ 10۔2009 میں بجلی کے بلوں کی ادائیگیوں پر مبلغ ایک کروڑ 18 لاکھ 75ہزار روپے خرچ ہوئے۔

(د) مذکورہ بالا ہسپتال کے کسی بھی ڈاکٹر یا دیگر ملازم کے خلاف کوئی بھی انکوائری نہ چل رہی ہے۔مزید یہ کہ پروفیسر کی کوئی بھی اسامی ڈینٹل ہسپتال میں منظور شدہ نہ ہے۔

ضلع رحیم یار خان، بی ایچ یوز اور آر ایچ سیز سنٹروں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*5453: محترمہ مائزہ حمید: کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع رحیم یار خان میں کل کتنے BHUs اور RHCs ہیں؟

(ب) ان سنٹرز میں کل کتنا سٹاف تعینات ہے ان میں کتنے ایسے سنٹرز ہیں جن میں سٹاف نہ ہے ان میں کب تک عملہ تعینات کر دیا جائے گا؟

(ج) 2009-10 میں ان سنٹرز کو کتنا بجٹ فراہم کیا گیا؟

(د) اس ضلع میں کتنے نئے BHUs اور RHCs بنائے جا رہے ہیں؟

وزیراعلیٰ(میاں محمد شہباز شریف):

(الف) ضلع رحیم یار خان میں کل 104 بی ایچ یوز اور 19 آر ایچ سیز ہیں۔ تفصیل (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ان سنٹرز پر منظور شدہ اسامیاں، تعینات سٹاف اور خالی اسامیوں کی تفصیل (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) مالی سال 2009-10 میں 19 آر ایچ سیز کو 15 کروڑ 60 لاکھ 78 ہزار 8 سو 63 روپے کا بجٹ جبکہ 104 بی ایچ یوز کو مذکورہ عرصہ کے دوران 17 کروڑ 90 لاکھ 25 ہزار 3 سو روپے کا بجٹ فراہم کیا گیا ہے۔

(د) ضلع رحیم یار خان میں کوئی بھی نیا بی ایچ یو یا آر ایچ سی نہ بنایا جا رہا ہے تاہم بی ایچ یو بھونگ کو RHC بنایا جا رہا ہے۔

سرگودھا رورل ہیلتھ سنٹر بھاگٹانوالہ کی تعمیر کے لئے فنڈز جاری کرنے کی تفصیلات

*5561: چودھری عامر سلطان چیمہ: کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ہیلتھ سیکٹر میں میری سکیم برائے تکمیل جملہ بقایا کام تعمیر سیوریج، تعمیر واٹر سپلائی۔ فراہمی سوئی گیس، مرمت پرانی عمارت ہسپتال اور رہائشی عمارات و خرید جنریٹر برائے رورل ہیلتھ سنٹر بھاگٹانوالہ ضلعی ڈویلپمنٹ کمیٹی کی منظوری کے بعد محکمہ نے اس کے ٹینڈرز بھی طلب کر لئے ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس سکیم کے لئے فنڈز ابھی تک جاری نہیں ہوئے جس کی وجہ سے یہ کام شروع نہیں کیا جا سکا، یہ فنڈ کب تک جاری ہوں گے اور کب تک کام شروع ہو سکے گا؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) ضلعی ڈویلپمنٹ کمیٹی سرگودھا نے25.000ملین روپے MPA package 2009-10 کے تحت برائے تکمیل جملہ بقایا کام تعمیر سیوریج، تعمیر واٹر سپلائی، فراہمی سوئی گیس، مرمت پرانی عمارت ہسپتال اور رہائشی عمارات و خرید جنریٹر برائے رورل ہیلتھ سنٹر بھاگٹانوالہ کے لئے2.500ملین روپے کی منظوری ہوئی ہے۔ محکمہ تعمیرات نے ٹینڈرز طلب کر لئے ہیں۔

(ب) ضلعی حکومت سرگودھا نے چٹھی نمبری P&D-2010/2-6/176 مورخہ 04-02-10 کے تحت محکمہ تعمیرات سرگودھا کو اس سکیم کے لئے2.500ملین روپے کے فنڈز مہیا کر دیئے گئے ہیں جن میں سے بذریعہ ڈیمانڈ نوٹس0.491ملین محکمہ سوئی گیس دیئے گئے ہیں۔ محکمہ تعمیرات بذریعہ ٹھیکیدار جلد کام شروع کر دے گا۔

انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی فیصل آباد کے ہیڈ کے تقرر کا معیار و دیگر تفصیلات

*5576: ڈاکٹر سامیہ امجد: کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی فیصل آباد میں پچھلے دو سالوں میں کون کون سا ادارہ کا Head رہا ہے اس کا نام، عہدہ، گریڈ، عرصہ تعیناتی اور دیگر مراعات سے آگاہ کیا جائے؟

(ب) آج کل مذکورہ ادارہ کا Head کون ہے اس کی تنخواہ، نام، عہدہ، گریڈ اور عرصہ تعیناتی کیا ہے؟

(ج) مذکورہ عہدہ پر تقرر کس معیار کے تحت کیا جاتا ہے، تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) پچھلے دو سالوں میں FIC فیصل آباد کے سربراہان کی تفصیل درج ذیل ہے۔

ڈاکٹر نعیم اسلم، پروفیسر آف کارڈیالوجی BS-20 (کنٹریکٹ) مورخہ 02-08-2007 سے 7-06-2008 تک ادارہ ہذا کا سربراہ رہا۔ وہ BS-20 کی تنخواہ اور مراعات حاصل کرتے رہے۔

ان کے بعد ڈاکٹر محمد جاوید اقبال، کارڈیالوجسٹ BS-18 کو مورخہ 07-06-2008 سے 23-07-2009 تک مذکورہ ادارہ کے پراجیکٹ ڈائریکٹر کا اضافی چارج دیا گیا تھا۔ وہ اس ادارہ میں تعیناتی کے دوران تنخواہ اور دیگر الاؤنسز ڈی ایچ کیو ہسپتال فیصل آباد سے وصول کرتے رہے۔

(ب) ڈاکٹر راجہ پرویز اختر پروفیسر آف کارڈک سرجری ادارہ ہذا کے سربراہ تعینات ہیں، ان کا عہدہ پراجیکٹ ڈائریکٹر ہے اور BS-20 کی تنخواہ لے رہے ہیں۔

(ج) پنجاب ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ ایکٹ 2003 کے تحت تین پروفیسرز کا پینل وزیر اعلیٰ پنجاب کو بھجوایا جاتا ہے اور وزیر اعلیٰ کی منظوری کے بعد ہیڈ آف انسٹیٹیوٹ تعینات کیا جاتا ہے۔

لاہور-ہسپتالوں کے لئے مہنگے داموں اے سی خریدنے کی تفصیلات

*5683: چودھری ظہیر الدین خان: کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ شعبہ صحت ضلعی حکومت لاہور میں پچھلے سال ضلعی حکومت کی پیشگی اجازت کے بغیر 25 ہسپتالوں، ڈسپنسریوں، ہیلتھ سنٹروں کے لئے بازار سے مہنگے داموں ائر کنڈیشنز اڑھائی کروڑ روپے مالیت کے خریدے گئے؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو مہنگے داموں ایئر کنڈیشنز خریدنے والے ذمہ دار افسران اور اہلکاروں کے خلاف کیا کارروائی کی گئی، تفصیل سے آگاہ کریں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) وزیر اعلیٰ کے خصوصی پیکج برائے فراہمی طبی سہولیات کے تحت پنجاب کے تمام DHQ اور THQ ہسپتالوں میں Indoor AC مہیا کئے گئے تھے جس کے تحت فنڈز وزیر اعلیٰ پنجاب کی خصوصی گرانٹ کے تحت ملے تھے اور پنجاب کے تمام ہسپتالوں کے لئے ریٹ کنٹریکٹ S&GAD کی طرف سے ہوا تھا۔

(ب) اس میں ضلعی حکومت لاہور کسی بھی طرح ذمہ دار نہ تھی۔ فنڈز تمام ہسپتالوں کو دیئے گئے تھے اور انہوں نے گورنمنٹ کے مقرر کردہ ریٹ کنٹریکٹ کے تحت خریداری کی تھی۔ جس کے تحت ضلع لاہور کے DHQ اور THQ ہسپتالوں میں AC فراہم کئے گئے تھے۔

لاہور-جناح ہسپتال میں کنٹین کے ٹھیکہ کی تفصیلات

*5813: محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ جناح ہسپتال لاہور کی کنٹین کا ٹھیکہ ڈائریکٹر فنانس نے امسال No Profit No loss کی بنیاد پر شبیر دین نامی شخص کو مفت دے دیا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ شبیر دین نے مذکورہ کنٹین آگے مبلغ تیس ہزار روپے ماہانہ پر دے دی اور موجودہ کنٹین مالک نے فوراً کنٹین پر دستیاب اشیاء کے ریٹ ڈبل کر دیئے ہیں جس سے No profit No loss کا آئیڈیا ختم ہو گیا جس سے ہسپتال ملازمین اور عوام الناس متاثر ہو رہے ہیں اور کنٹین مالک لاکھوں روپے ماہانہ نفع کما رہا ہے؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ کنٹین کے ٹھیکے کو منسوخ کرنے اور دوبارہ بولی کروانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) یہ درست نہیں ہے۔جناح ہسپتال لاہور کی کنٹین کا ٹھیکہ No Profit No Loss پر شبیر دین نامی شخص کو نہیں دیا گیا البتہ یہ ٹھیکہ علامہ اقبال میڈیکل کالج کی کنٹین کو Service Charge Basis پر دیا گیا ہے۔ یہ ٹھیکہ اخبار میں اشتہار دینے کے بعد Institutional Auction Committee کی منظوری کے بعد دیا گیا۔ تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ یہ ٹھیکہ تمام خواہش مند حضرات کے مکمل کوائف جانچنے کے بعد اور تمام جملہ شرائط کو مکمل کرنے کے بعد دیا گیا ہے۔

(ب) شبیر دین نامی شخص نے مذکورہ کنٹین کا ٹھیکہ آگے کسی کو نہیں دیا بلکہ وہ خود اس کنٹین کو چلا رہا ہے۔ یہ کنٹین چونکہ ہسپتال میں واقع نہیں ہے، اس لئے ملازمین اور عوام الناس کے متاثر ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ بلکہ یہ کنٹین علامہ اقبال میڈیکل کالج میں واقع ہے اور میڈیکل کے طالب علموں کے لئے مخصوص ہے۔ جس کی نگرانی بھی اساتذہ اور طالب علموں کی کمیٹی کرتی ہے اور کنٹین کا ٹھیکہ دار کنٹین کو بخوبی چلا رہا ہے اور اس کے خلاف کوئی شکایت موصول نہیں ہوئی۔ کنٹین کے ریٹ مہیا کردہ لسٹ کے مطابق (Service Charge Basis) پر چارج کئے جا رہے ہیں

(ج) جزہائے بالا کا جواب اثبات میں نہیں ہے کیونکہ تمام ٹھیکے ضابطہ کی کارروائی پوری ہونے کے بعد مجاز اتھارٹی کی منظوری سے دیئے گئے۔

جناح ہسپتال لاہور فنانس ڈائریکٹر کی ملازمت پر بحالی کا مسئلہ

*5814: محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ جناح ہسپتال لاہور کے ڈائریکٹر فنانس کے خلاف 20 سے زائد الزامات کی بنیاد پر محکمہ انٹی کرپشن اور عدالت نے انکوائری کروائی جس میں مذکورہ آفیسر مجرم ثابت ہوئے اور تین سال تک ملازمت سے ہٹا دیئے گئے تھے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ فنانس ڈائریکٹر کو جرم ثابت ہونے کے باوجود بحال کر دیا گیا؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ فنانس ڈائریکٹر کے خلاف کرپشن کی شکایت پر ہسپتال انتظامیہ نے آج تک کوئی کارروائی نہ کی؟

(د) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ فنانس ڈائریکٹر کو عہدہ سے ہٹا کر ایک اعلیٰ سطحی انکوائری کروانے کو تیار ہے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) یہ درست نہیں ہے۔ مذکورہ آفیسر کے چوبیس سالہ سروس میں کبھی بھی کوئی پرچہ اس کے خلاف انٹی کرپشن میں درج نہیں ہوا۔ اس لئے عدالتی کارروائی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ تاہم 2000 میں ایک ماتحت نے ٹرانسفر اور انکوائری پر بدنام کرنے کے لئے جھوٹی مہم شروع کی جبکہ ماتحت کو پانچ سالہ سروس میں کبھی کوئی شکایت نہ تھی، مذکورہ آفیسر اور متعلقہ حکام کے خلاف درخواستیں دیں جو کہ من گھڑت اور جھوٹی ہونے پر خارج کر دی گئیں۔ تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) یہ درست نہ ہے۔ درخواست جھوٹی ہونے پر محکمہ انٹی کرپشن نے بذریعہ چھٹی نمبری ACE-LR(53)2000/L8842 بتاریخ 29-11-2000 خارج کر دی گئی۔ تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) یہ غلط ہے۔ مذکورہ آفیسر 26-اگست 2007 سے اس ادارے میں تعینات ہے اور اس عرصے میں اس کے خلاف کسی قسم کی کرپشن کی کوئی درخواست موصول نہیں ہوئی۔ مزید برآں اس عرصہ میں اس ادارے کے مالیاتی امور میں بہتری ہوئی ہے۔ جس کا برملا اظہار بورڈ آف مینجمنٹ اور متعلقہ حکام نے بارہا کیا ہے۔

(د) جزہائے بالا کا جواب اثبات میں نہ ہے۔

لیڈی ایچیسن ہسپتال لاہور کے رقبہ اور فنڈز کی تفصیل

*5840: جناب وسیم قادر: کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) لیڈی ایچیسن ہسپتال لاہور کا کل کتنا رقبہ ہے؟
(ب) سال2009-10 میں ہسپتال کو کتنا فنڈ دیا گیا مذکورہ فنڈ کے استعمال کی تفصیل فراہم کی جائے؟
(ج) کیا یہ درست ہے کہ لیڈی ایچیسن ہسپتال کی بلڈنگ ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہے، اس کی کب تک مرمت کروا دی جائے گی؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) لیڈی ایچیسن ہسپتال کا کل رقبہ 30.40 کنال 136801.7020 مربع فٹ ہے۔
(ب) لیڈی ایچیسن ہسپتال لاہور کے لئے سال2009-10 کے دوران مختص شدہ فنڈز کو قواعد وضوابط کے مطابق استعمال کیا گیا ہے۔ تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔
(ج) لیڈی ایچیسن ہسپتال لاہور کی عمارت ٹوٹ پھوٹ کا شکار نہ ہے۔

ضلع رحیم یار خان، ہیپاٹائٹس بی اور سی کی تفصیلات

*5861: میاں شفیع محمد: کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ہیپاٹائٹس "بی" اور "سی" ایک موذی مرض ہے اور اس کی ویکسین انتہائی مہنگی ہے اور غریب مریضوں کی پہنچ سے بہت دور ہے؟
(ب) گزشتہ دو سالوں کے دوران متذکرہ ضلع میں مذکورہ بیماری کے کتنے کیس سامنے آئے اور کتنے مریضوں کا مفت علاج کیا گیا؟
(ج) کیا متذکرہ ضلع میں سرکاری ہسپتالوں میں مذکورہ بالا بیماریوں کی ویکسین دستیاب ہے تو کون کون سے ہسپتالوں میں نیز کیا حکومت اس کے دائرہ کار کو یونین کونسل کی سطح تک وسیع کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) جی ہاں! یہ درست ہے کہ ہیپاٹائٹس "بی" اور "سی" ایک موذی مرض ہے اور اس کی ویکسین بہت مہنگی ہے تاہم ہیپاٹائٹس "بی" اور "سی" کی تشخیص اور علاج کے لئے شیخ زید ہسپتال رحیم یار خان 2006 سے مریضوں کو مفت سہولیات فراہم کر رہا ہے۔ اس کے علاوہ اکتوبر 2008 میں پانچ طبی اداروں کو ہیپاٹائٹس بی کے کنٹرول کے لئے مقرر کیا گیا تھا جن میں THQ

ہسپتال خان پور،THQ ہسپتال لیاقت پور،THQ ہسپتال صادق آباد،RHC جمال دین والی اور RHC میاں والی قریشیاں شامل ہیں۔ جس کے تحت محکمہ صحت کے 5058 ملازمین، نیشنل پروگرام کے 4395 ملازمین، ٹی ایم اے کے 2155 ملازمین اور جیل کے 1725 ملازمین اور قیدیوں کو ہیپاٹائٹس بی کی ویکسین دی گئی ہے۔ مزید یہ کہ ضلع رحیم یار خان میں ہر نئے پیدا ہونے والے بچے کو ہیپاٹائٹس بی کی ویکسین دی جاتی ہے۔

(ب) گزشتہ دو سالوں کے دوران متذکرہ ضلع میں ہیپاٹائٹس سی کے 3410 مریض درج ہوئے جن میں سے 2446 افراد مکمل صحت یاب ہو چکے ہیں جبکہ 937 افراد کو مفت طبی سہولیات فراہم کی جارہی ہیں۔

اس عرصہ کے دوران ہیپاٹائٹس بی کے 146 کیسز سامنے آئے جن میں سے 116 افراد صحت یاب ہو چکے ہیں جبکہ 30 افراد زیر علاج ہیں۔

(ج) شیخ زید ہسپتال رحیم یار خان میں ہیپاٹائٹس کے مریضوں کو ویکسین فراہم کی جارہی ہے ہیپاٹائٹس کا علاج بہت مہنگا اور مشکل ہے تاہم حکومت پنجاب نے ضلع کے تمام ہسپتالوں بشمول ضلعی ہیڈ کوارٹرز ہسپتالوں و تدریسی ہسپتالوں میں ہیپاٹائٹس کے مرض کی تشخیص کے لئے لیبارٹریوں میں ضروری ساز و سامان اور کیٹس (Kits) مہیا کر رکھی ہیں۔ ہیپاٹائٹس کی ویکسین محکمہ صحت حکومت پنجاب نے EPI پروگرام میں شامل کی ہوئی ہے۔ جس کے تحت تمام نوزائیدہ بچوں کو ویکسین مفت لگائی جاتی ہے۔ مزید ہیپاٹائٹس "بی" کی ویکسین کا کورس محکمہ صحت کے تمام ملازمین، TMA سٹاف و خاکروب، جیل کے قیدیوں کو کروا دیا گیا ہے۔

نرسنگ کالج جناح ہسپتال لاہور کی پرنسپل کی بے قاعدگیوں کی تفصیلات

*5876: الحاج محمد الیاس چنیوٹی: کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ جناح ہسپتال لاہور میں 2004 کو نرسنگ کالج کا قیام عمل میں آیا اور اسی سال بی ایس سی نرسنگ کلاس کا آغاز بھی ہوا؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ حکومت دوران تربیت نرسز کو اعزازیہ بھی دیتی ہے تو کتنا، سال 2004 سے اب تک مذکورہ کالج میں سال وار کتنی طالبات نے نرسنگ میں داخلہ لیا؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ کالج کی پرنسپل نرسز کو اعزازیہ کا چیک دینے سے قبل مبلغ تین ہزار روپے نقد یا چیک وصول کر رہی ہے اور اس طرح وہ ناجائز طریقے سے لاکھوں روپے ماہانہ وصول کر رہی ہے؟

(د) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت مذکورہ پرنسپل کے اس غیر قانونی عمل کی انکوائری کروانے اور طالبات کو ملنے والے اعزازیہ میں کٹوتی کی رقم وصول کرنے کو تیار ہے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) یہ درست ہے کہ نرسنگ کالج کا قیام دسمبر 2004 میں آیا اور پہلے سال 30 طالبات داخل ہوئیں۔

(ب) یہ درست ہے کہ دورانِ تربیت نرسنگ طالبات کو اعزازیہ دیا جاتا ہے جو کہ موجودہ مبلغ -/10650 روپے کے حساب سے دیا جاتا ہے اور اب تک 180 طالبات بحساب 30 طالبات ہر سال کے حساب سے داخل ہوئیں۔

(ج) یہ درست نہیں ہے کیوں کہ نرسنگ کالج میں کسی بھی طالبہ کو اعزازیہ چیک نہیں دیتے بلکہ ان کا اعزازیہ چیک ان کے بنک اکاؤنٹ میں ڈائریکٹ جاتا ہے، اور طالبات سے نہ کوئی چیک اور نہ ہی پیسے وصول کئے جاتے ہیں۔

(د) اس قسم کی کوئی شکایت موصول نہ ہوئی ہے۔ لہذا انکوائری کا کوئی جواز نہ ہے۔

پی پی-288 میں آر ایچ سیز اور بی ایچ یوز کی صورتحال و دیگر تفصیلات

*5877: میاں شفیع محمد: کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) حلقہ پی پی-288 رحیم یار خان میں کتنے R.H.Cs اور BHUs ایسے ہیں جن کی عمارات درست حالت میں نہیں ہیں اور ان کو خطرناک قرار دے دیا گیا ہے؟

(ب) مذکورہ حلقہ میں کتنے R.H.Cs اور BHUs ایسے ہیں جن کی چار دیواری نامکمل ہے یا بالکل نہیں ہے؟

(ج) حکومت مذکورہ مسائل کب تک حل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) ضلع رحیم یار خان کے حلقہ پی پی۔288 میں ایک RHC اور 4 بی ایچ یوز ہیں ۔ تمام BHUs کی حالت ٹھیک ہے تاہم RHC ظاہر پیر کی عمارت مرمت طلب تھی جس کی مرمت کے لئے حکومت پنجاب نے فنڈز جاری کر دیئے ہیں اور مرمت کا کام جاری ہے۔

(ب) ڈسٹرکٹ رحیم یار خان میں تمام RHCs اور BHUs کی چار دیواریاں موجود ہیں۔

(ج) رورل ہیلتھ سنٹر ظاہر پیر کی مرمت کے لئے 36 لاکھ 74 ہزار روپے منظور ہوئے اور آر ایچ سی کی مرمت جاری ہے جو کہ تکمیل کے مراحل میں ہے۔

سیالکوٹ میں ڈرگ انسپکٹروں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*5907: چودھری طاہر محمود ہندلی (ایڈووکیٹ): کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) سیالکوٹ میں کتنے ڈرگ انسپکٹرز ہیں؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ ڈرگ انسپکٹر کی آشیر باد اور ملی بھگت سے میڈیکل سٹورز نشہ آور ادویات فروخت کرتے ہیں؟

(ج) کیا حکومت نشہ آور ادویات فروخت کرنے والے میڈیکل سٹورز کے خلاف کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) ضلع سیالکوٹ میں چار ڈرگ انسپکٹرز کام کر رہے ہیں۔

i)	ڈرگ انسپکٹر سیالکوٹ	ii)	ڈرگ انسپکٹر پسرور
iii)	ڈرگ انسپکٹر ڈسکہ	iv)	ڈرگ انسپکٹر سمبڑیال

(ب) یہ درست نہیں ہے کہ ڈرگ انسپکٹر کی آشیر باد اور ملی بھگت سے میڈیکل سٹور نشہ آور ادویات فروخت کرتے ہیں۔ ضلع سیالکوٹ میں تعینات ڈرگ انسپکٹرز نے ڈرگ ایکٹ 1976 کے تحت سال 10-2009 میں 369 میڈیکل سٹورز کے چالان کئے اور ڈرگ کورٹ نے اس دوران غیر قانونی سرگرمیوں میں ملوث میڈیکل سٹورز کے مالکان پر مبلغ 45 لاکھ 2 ہزار روپے جرمانہ کیا۔

(ج) محکمہ صحت حکومت پنجاب پہلے ہی نشہ آور ادویات فروخت کرنے والے میڈیکل سٹورز کے خلاف ڈرگ ایکٹ 1976 اور ڈرگ رولز 2007 کے تحت قانونی کارروائی کر رہی ہے۔

سیالکوٹ کے ہسپتالوں میں پیرا میڈیکل سٹاف کی تعداد و دیگر تفصیلات

*5908: چودھری طاہر محمود ہندلی (ایڈووکیٹ): کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) سیالکوٹ کے سرکاری ہسپتالوں میں کتنا پیرا میڈیکل سٹاف موجود ہے؟

(ب) انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی سیالکوٹ میں تعینات ملازمین کے عہدہ، نام، گریڈ، تعلیمی قابلیت اور تجربہ کی تفصیل سے آگاہ کریں؟

(ج) کیا سیالکوٹ کے تمام ہسپتالوں میں نائٹ ڈیوٹی ڈاکٹرز اور نرسز ریگولر ہیں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) ضلع سیالکوٹ کے سرکاری ہسپتالوں میں پیرا میڈیکل سٹاف کی تعداد 815 ہے۔

علامہ اقبال میموریل ہسپتال سیالکوٹ	51
سردار بیگم ہسپتال سیالکوٹ	32
سول ہسپتال ڈسکہ	40
سول ہسپتال پسرور	50
RHCs/BHUs	642
ٹوٹل	815

(ب) ضلع سیالکوٹ میں انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی نہ ہے۔

(ج) ضلع سیالکوٹ کے تمام ہسپتالوں میں نائٹ ڈیوٹی ڈاکٹرز اور نرسز ریگولر ہیں۔

تحصیل روجھان کی یونین کونسلوں میں مراکز صحت کی تفصیل

*5955: سردار عاطف حسین مزاری: کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) تحصیل روجھان میں کتنی یونین کونسل میں آر ایچ سیز یا بی ایچ یوز نہ ہے حکومت ان میں کب مذکورہ ہیلتھ سنٹرز بنانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ یونین کونسل بنگلہ اچھا کی بستی مکوڑہ جو کہ ہزاروں نفوس پر مشتمل ہے، میں تاحال کوئی بی ایچ یو یا آر ایچ سی تعمیر نہ کی گئی ہے جس کی وجہ سے ایمرجنسی کی صورت میں مریضوں کو کافی مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے؟

(ج) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ بستی میں بی ایچ یو یا آر ایچ سی قائم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک، اگر نہیں تو کیوں؟

وزیراعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) تحصیل روجھان میں کل چھ یونین کونسل ہیں اور ایک مرکز ہے جن میں گورنمنٹ پالیسی کے مطابق بی ایچ یوز اور آر ایچ سیز تعمیر ہیں۔

(ب) صحیح ہے کہ بستی مکوڑہ میں کوئی بی ایچ یو یا آر ایچ سی تعمیر نہ کیا گیا ہے۔ کیونکہ بستی مکوڑہ مرکز بنگلہ اچھا میں شامل ہے۔ جس کا فاصلہ بنگلا اچھا سے بستی مکوڑہ تقریباً بیس کلو میٹر ہے اور بنگلا اچھا میں گورنمنٹ پالیسی کے مطابق آر ایچ سی بنا ہوا ہے۔

(ج) گورنمنٹ پالیسی کے مطابق آر ایچ سی بنا ہوا ہے۔

پنجاب کے سرکاری ہسپتالوں میں وینٹی لیٹرز کی سہولت فراہم کرنے کی تفصیلات

*5967: محترمہ ساجدہ میر: کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

اس وقت پنجاب بھر کے کتنے سرکاری ہسپتالوں میں وینٹی لیٹرز کی سہولت موجود ہے، جن ہسپتالوں میں یہ سہولت موجود نہیں، پنجاب حکومت کب تک ایسے ہسپتالوں میں یہ سہولت فراہم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیراعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

پنجاب کے مندرجہ ذیل سرکاری ہسپتالوں میں وینٹی لیٹرز کی سہولت مہیا ہے۔

(i) میو ہسپتال لاہور

(ii) جناح ہسپتال لاہور

(iii) سر گنگارام ہسپتال لاہور

(iv) سروسز ہسپتال لاہور

(v) لاہور جنرل ہسپتال لاہور

(vi) چلڈرن ہسپتال لاہور

(vii) پنجاب انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی، لاہور

(viii) الائیڈ ہسپتال فیصل آباد

(ix) ہولی فیملی ہسپتال راولپنڈی

(x) بے نظیر بھٹو شہید ہسپتال راولپنڈی

(xi) DHQ ہسپتال راولپنڈی

(xii) نشتر ہسپتال ملتان

(xiii) چودھری پرویزالٰہی انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی ملتان

(xiv) چلڈرن انسٹیٹیوٹ ملتان

(xv) بہاول وکٹوریہ ہسپتال بہاولپور

(xvi) شیخ زید ہسپتال رحیم یار خان

(xvii) DHQ ہسپتال گوجرانوالہ

(xviii) DHQ علامہ اقبال میموریل ہسپتال سیالکوٹ

(xix) DHQ ہسپتال حافظ آباد

(xx) DHQ ہسپتال شیخوپورہ۔

تاہم وزیر اعلیٰ پنجاب کی خصوصی ہدایات کے پیش نظر محکمہ صحت سرکاری ہسپتالوں میں ہر قسم کی ایمرجنسی، ICU اور انڈور سروسز کو بہتر بنانے کے لئے کوشاں ہے، اور ہسپتالوں کو مزید حسب ضرورت وینٹی لیٹرز مہیا کرنے کا عمل جاری ہے۔

پنجاب میں یو سی کی سطح پر میڈیکو لیگل مراکز کی تفصیلات

*5970: محترمہ ساجدہ میر: کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پنجاب میں اس وقت یونین کونسل کی سطح پر کل کتنے میڈیکو لیگل مراکز موجود ہیں؟

(ب) کیا ان مراکز میں خواتین کے لئے الگ سے عملہ تعینات کیا گیا ہے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) محکمہ صحت حکومت پنجاب کے قوانین کے مطابق پنجاب بھر میں RHC,THQ اور DHQ ہسپتالوں کی سطح پر قوانین کے میڈیکو لیگل کے لئے خواتین میڈیکو لیگل آفیسر موجود ہیں اور یونین کونسل کی سطح پر میڈیکو لیگل نہ کیا جاتا ہے۔

پنجاب بھر میں جہاں جہاں لیڈی ڈاکٹرز تعینات ہیں، وہاں خواتین میڈیکو لیگل کی ڈیوٹی سر انجام دیتی ہیں۔

(ب) جی ہاں! خواتین کے لئے الگ عملہ تعینات کیا گیا ہے۔

لاہور فاطمہ جناح میڈیکل کالج کے ہاسٹل کی تفصیلات

*5972: محترمہ راحیلہ خادم حسین: کیاوزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف)لاہور میں واقع فاطمہ جناح میڈیکل کالج کاہاسٹل کہاں پر واقع ہے؟

(ب) متذکرہ ہاسٹل میں کل کتنی طالبات رہائش پذیر ہیں؟

(ج) متذکرہ ہاسٹل میں طالبات کے لئے کل کتنے کمرے موجود ہیں اور محکمہ کی طرف سے ان میں کیاکیاسہولیات میسر ہیں؟

وزیراعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) فاطمہ جناح میڈیکل کالج کاہاسٹل شاہراہ فاطمہ جناح اور وارث روڈ کے سنگم پر واقع ہے۔

(ب) ہاسٹل میں اس وقت کل 796طالبات رہائش پذیر ہیں جن میں774کی تعداد فاطمہ جناح میڈیکل کالج کی طالبات کی ہے جب کہ22طالبات کا تعلق پنجاب ڈینٹل کالج سے ہے۔

اس ضمن میں مزید عرض ہے کہ طالبات کی تعداد مختلف اوقات میں کم یازیادہ ہوتی رہتی ہے۔خاص طور پراس وقت جبکہ فائنل ائیر کی طالبات ابھی امتحانات سے فارغ نہیں ہوتیں اور سال اول کی طالبات ہاسٹل میں آچکی ہوتی ہیں۔

(ج) کمروں کی تفصیل درج ذیل ہے۔

سنگل کمروں کی تعداد:	213	دو، تین طالبات کے رہنے والے کمروں کی تعداد:	210
کھانے کے کمرے:	06	ٹی وی /کامن روم	07
بڑے کمرے(Dorms)	07		

سہولیات:

فاطمہ جناح میڈیکل کالج کی رہائشی طالبات کو ہاسٹل میں درج ذیل سہولیات میسر ہیں۔

(i) ہر طالبہ کو کمرے کے اندر ایک عدد الماری، ایک عدد چارپائی، ایک عدد میز اور ایک عدد کرسی مہیا کی جاتی ہے

(ii) بہترین قسم کا مشترکہ ریڈنگ روم

(iii) ٹی وی رومز، کثیر المقاصد ہال

(iv) ضروری فرنیچر سے آراستہ ڈائننگ ہال

(v) سوئمنگ ہال(صرف کالج اور ہاسٹل کی طالبات کے لئے)

(vi) واٹر فلٹر پلانٹ

(vii) بہترین کوالٹی کا جم

(viii) سپورٹس گراؤنڈ

لاہور پی پی۔144 میں ڈسپنسریوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*5978: محترمہ راحیلہ خادم حسین: کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

لاہور کے حلقہ پی پی۔144 میں کل کتنی سرکاری ڈسپنسریاں ہیں، یہ ڈسپنسریاں کہاں کہاں پر واقع ہیں نیز ان سرکاری ڈسپنسریوں میں مریضوں کی دیکھ بھال کے لئے کیا کیا سہولیات میسر ہیں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

لاہور کے حلقہ پی پی۔144 میں کل 4 ڈسپنسریاں ہیں، جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

1۔ گورنمنٹ ڈسپنسری بیگم پورہ: UC-18

2۔ گورنمنٹ (MCH) سینٹر گراؤن پارک UC-33

3۔ گورنمنٹ ڈسپنسری باغبانپورہ UC-34

4۔ گورنمنٹ ڈسپنسری جی ٹی روڈ باغبانپورہ UC-35

ان ڈسپنسریز میں مریضوں کو مندرجہ ذیل سہولیات فراہم کی جارہی ہیں۔

Mother and Child Health Service ابتدائی طبی امداد، حفاظتی ٹیکہ جات، فیملی پلاننگ اور آؤٹ ڈور مریضوں کی دیکھ بھال کی جاتی ہے۔

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان: جناب سپیکر! میں بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: میں سیکرٹری اسمبلی سے کہتا ہوں کہ وہ چھٹی کی درخواستیں پیش کریں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! اس کے بعد مجھے پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنے کی اجازت دی جائے۔

ممبران اسمبلی کی درخواست ہائے رخصت

جناب سپیکر: اللہ اکبر! ابھی commitment نہیں ہے۔ جی، سیکرٹری اسمبلی!

میاں عطامحمد خان مانیکا

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست میاں عطامحمد خان مانیکا ایم پی اے پی پی۔227 کی طرف سے موصول ہوئی ہے:

"گزارش ہے کہ میں ذاتی مصروفیات کی وجہ سے 5 تا 9۔ مارچ 2012 اجلاس میں حاضر نہیں ہو سکا۔ براہ کرم ان ایام کی رخصت منظور فرمائیں۔"

جناب سپیکر: سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(رخصت منظور ہوئی)

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا ایم پی اے پی پی۔53 کی طرف سے موصول ہوئی ہے:

"With due respect, it is to inform you that I am not able to attend the session on 30th March 2012. Please grant me leave for one day."

جناب سپیکر: سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(رخصت منظور ہوئی)

ملک افتخار احمد

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست ملک افتخار احمد ایم پی اے پی پی۔10 کی طرف سے موصول ہوئی ہے:

"التماس ہے کہ میری والدہ صاحبہ کی طبیعت سخت ناساز ہے جو مقامی ہسپتال میں داخل ہیں جس بناء پر میں مورخہ 9۔ مئی 2012 کے اجلاس میں حاضر ہونے سے قاصر ہوں۔ مہربانی فرما کر ایک یوم کی رخصت دی جائے۔"

جناب سپیکر: سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(رخصت منظور ہوئی)

شاہان احمد ملک

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست شاہان احمد ملک ایم پی اے پی پی۔15 کی طرف سے موصول ہوئی ہے:

"It is requested that I may kindly be exempted from the session held on 9th May 2012."

جناب سپیکر: سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(رخصت منظور ہوئی)

(اس مرحلہ پر جناب چیئرمین (مہر اشتیاق احمد) کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

چودھری شاہد انجم

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست چودھری شاہد انجم ایم پی اے پی پی۔284 کی طرف سے موصول ہوئی ہے:

"It is submitted that I am proceeding to Saudi Arabia to perform Umra and cannot attend the session from 6th to 21st June 2012."

جناب چیئرمین: سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(رخصت منظور ہوئی)

میاں محمد رفیق

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست میاں محمد رفیق ایم پی اے پی پی۔90 کی طرف سے موصول ہوئی ہے:

"ایک قریبی عزیزہ کی فوتیدگی کی اطلاع ملنے پر میں جنازے میں شرکت کے لئے فیصل آباد روانہ ہو گیا جس کی وجہ سے مورخہ 6۔جون 2012 کی کارروائی میں صوبائی اسمبلی کے اجلاس میں شرکت نہ کر سکا۔ ملتمس ہوں کہ 6۔جون 2012 کی ایک یوم کی رخصت منظور فرمائی جائے۔"

جناب چیئرمین: سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(رخصت منظور ہوئی)

رانا محمد افضل خان

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست رانا محمد افضل خان ایم پی اے پی پی۔66 کی طرف سے موصول ہوئی ہے:

"Sir, due to personal engagement I could not attend the session on 8th June 2012. Kindly grant me leave for this day."

جناب چیئرمین: سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(رخصت منظور ہوئی)

رانا محمد افضل خان

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست رانا محمد افضل خان ایم پی اے پی پی۔66 کی طرف سے موصول ہوئی ہے:

"Sir, due to commitment at Islamabad I will not be able to attend the session on 14th June 2012. You are requested to kindly allow me one day leave."

جناب چیئرمین: سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(رخصت منظور ہوئی)

میجر (ریٹائرڈ)عبدالرحمٰن رانا

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا ایم پی اے پی پی۔53 کی طرف سے موصول ہوئی ہے:

"Please grant me leave for one day i.e for 13th June 2012."

جناب چیئرمین: سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(رخصت منظور ہوئی)

رانا محمد افضل خان

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست رانا محمد افضل خان ایم پی اے پی پی۔66 کی طرف سے موصول ہوئی ہے:

"Due to unavoidable circumstances I could not reach the Assembly on 18th June 2012. You are requested kindly sanction leave for 18th June 2012."

جناب چیئرمین: سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(رخصت منظور ہوئی)

میجر(ریٹائرڈ)عبدالرحمٰن رانا

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا ایم پی اے پی پی۔53 کی طرف سے موصول ہوئی ہے:

"Please grant me leave for one day i.e for 22nd June 2012."

جناب چیئرمین: سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(رخصت منظور ہوئی)

جناب چیئرمین: جی، ڈاکٹر سامیہ امجد صاحبہ!

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب چیئرمین! شکریہ۔ سپیکر صاحب مجھے پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنے کا کہہ گئے تھے point of order raise کرنے سے پہلے I would like to very kindly welcome Sheikh Umar Waddilo the father of the Gold Dinnar and Economic Advisor to the Malaysian Government اور وہ اس وقت ہمارے چیمبر میں موجود ہیں اور وہ آج یہاں ہماری ساری proceedings دیکھنے کے لئے آئے ہیں۔

He is very welcome and I hope that we the Parliamentarians can exchange some views with him so that we can look out into the world. Thank you for coming.

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب چیئرمین! میرا پوائنٹ آف آرڈر صرف اتنا ہے کہ آج Question Hour میں ہم نے جو sense of the House لی ہے اس میں sense of the question پرائیویٹ میڈیکل کالجوں سے متعلق تھی۔اس کی وجہ یہ ہے کہ عوام میں ایک unrest ہے کہ جب ہم اتنے high expenses پرائیویٹ کالجوں میں برداشت کرتے ہیں۔اس میں جب admissions ہوتے ہیں اور جب یہ لوگ ڈاکٹر بنتے ہیں تو اس میں بہت سارے lacunas اور irregularities نظر آتی ہیں۔چاہے وہ admission میں irregularity ہے، erratic admission میں ہے یا ان institutions کے affairs کو conduct کرنے کی بات ہے۔جناب سعید الٰہی صاحب میرے لئے بہت respectable ہیں۔جب ہم نے یہ بل پاس کیا تھا تو یونیورسٹی آف ہیلتھ سائنسز نے کہا تھا کہ پنجاب کی جو geographic limit ہے اس میں کوئی بھی میڈیکل کالج اور انسٹیٹیوٹ کھلے گا It will come under the domain of University of Health Sciences اس میں کچھ یونیورسٹیوں نے autonomy بھی seek کی لیکن autonomy کا مطلب یہ ہرگز نہیں ہے کہ وہ institution چاہے ہیلتھ کا ہو، ایجوکیشن کا ہو، چاہے انڈسٹری کا ہو کوئی بھی ہو وہ مادر پدر آزاد نہیں ہو گیا۔میری اس وقت آپ سے اتنی درخواست ہے کہ یہ اتنا بڑا مسئلہ ہے میری جیسی ماں جس نے پرائیویٹ میڈیکل کالج میں اپنے بچوں کو پڑھایا بھی ہے اگر آپ اس کی صرف فیس کو ہی دیکھیں تو آپ حیران ہوں گے کہ کم از کم پچاس لاکھ میں ایک بچہ ڈاکٹر بنتا ہے۔ایسے میں جب پبلک کی طرف سے

unrest آرہا ہے، دائیں بائیں ہر طرف سے بات ہو رہی ہے تو اس کی regulation ہونی چاہئے۔ میری اس سلسلے میں آپ سے درخواست ہے اور میں اس سلسلے میں آپ کو written درخواست دینے کو بھی تیار ہوں آپ کہتے ہیں تو میں سب سے sign کرانے کے لئے بھی تیار ہوں آپ اس مسئلے پر discussion کرائیں۔

جناب چیئر مین: آپ اس سلسلے میں کچھ لکھ پڑھ کر لے آئیں پھر اس پر بات بھی ہو جائے گی۔ آپ کی بات ریکارڈ پر آ گئی ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب چیئر مین! میرا پوائنٹ آف آرڈر اتنا ہے کہ آج کے سوالوں کے جواب میں دو دفعہ میرا mike بند کرایا گیا۔ اسی لئے میں نے point of order raise کیا ہے کہ Question Hour کا مقصد کیا ہے؟ ایک آپ کے پاس official proceeding ہے اس کا کوئی نتیجہ نکلنا چاہئے۔ اگر ہم نے یک سوال کو یہاں پیش کر کے House کو satisfy نہیں کیا تو پھر ہم نے یہاں پر کیا کیا۔ اس لئے میری آپ سے یہ درخواست ہے کہ آج کی proceeding کو base بنا کر عام بحث کرا کر اس مسئلے پر activity کریں ورنہ ہم سمجھیں گے کہ کہ ہیلتھ کی دنیا میں جو اتنی بڑی بدنامی چل رہی ہے---

جناب چیئر مین: شکریہ۔ تشریف رکھیں۔ آپ اس سلسلے میں کچھ لکھ پڑھ کر لے آئیں پھر اس پر بات کریں گے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب والا! میرا پوائنٹ آف آرڈر اتنا ہے کہ پھر اس procedure کا کیا فائدہ ہے؟

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئر مین: جی، فرمائیں!

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان: جناب والا! ہمارے ایک ایم این اے ایاز امیر صاحب ہیں جو پاکستان مسلم لیگ (ن) سے وابستہ ہیں۔ جو باتیں ہم یہاں پر کرتے ہیں وہ شاید ان کو بُری لگتی ہیں۔ ڈاکٹروں کے بارے میں انہوں نے ایک آرٹیکل لکھا ہے اگر آپ اجازت دیں تو میں اسے یہاں پڑھ دیتا ہوں۔ دوسری بات یہ ہے کہ میں نے اس کا اُردو میں ترجمہ اس لئے بھی کر لیا ہے کیونکہ مجھے پتا ہے کہ treasury benches والوں کے لئے انگریزی سمجھنا مشکل ہوتا ہے۔ یہ سب کچھ ان کی آسانی کے

لئے میں نے کیا ہے۔ میری یہ گزارش ہو گی کہ دو منٹ کے لئے آپ مجھے اس پر بات کرنے کی اجازت دے دیں۔

جناب چیئرمین: جی، فرمائیں!

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان: پاکستان کا آزاد میڈیا یہ ایک سب سے بڑا سانحہ ہے، میڈیا بڑی آسانی سے اپنے آپ کو بہت سی سازشوں کے حوالے کر دیتا ہے۔ جیسا کہ میموگیٹ سیکنڈل میں ہوا اور اب جو صوبائی حکام نوجوان ڈاکٹروں کے ساتھ کر رہے ہیں اس میں بھی میڈیا کا اُتار چڑھاؤ حیرت انگیز طور پر اشتعال انگیز ہے۔ نوجوان ڈاکٹروں کی ہڑتال ڈاکٹر بمقابلہ بیمار اور دکھی انسانیت نہیں ہے۔ اسلامی جمہوریہ پاکستان کی مصیبت زدہ انسانیت کو فوری طور پر سیاسی فوائد کے لئے استعمال کیا جا سکتا ہے۔ اگر یہ کچھ ہے تو یہ ہڑتال ڈاکٹر بمقابلہ چھپی رستم بیوروکریسی کے خلاف ہے، انتظامیہ جو کہ اپنا لوہا انگریز راج سے ہی منواتی آ رہی ہے اور نوجوان ڈاکٹروں کا جو ایجنڈا ہے وہ بھی ان کی اہمیت کو کم کر رہا ہے اور یہ سب بیوروکریسی کے لئے ناقابل قبول ہے۔ ایک فلاحی ریاست کے لئے ضروری ہے کہ وہاں پر صحت عامہ کی بنیادی سہولیات میسر ہوں۔ کوئی بھی ریاست اس وقت تک فلاحی نہیں کہلاتی جب تک کہ اس میں یہ بنیادی سہولتیں فراہم نہ کی جائیں اور اس میں سب سے ضروری امن عامہ ہے، مفت اور معیاری تعلیم، مفت اور معیاری صحت عامہ ہے۔ ڈاکٹر ہم سے کوئی چاند ستارے مانگ رہے ہیں اور نہ ہی یہ ایل ڈی اے سے کوئی پلاٹ مانگ رہے ہیں۔ ان کا صرف اور صرف مطالبہ سروس سٹرکچر کا ہے۔ جس کا فائدہ افواج پاکستان، بیوروکریسی اور سب اٹھا رہے ہیں۔ پنجاب جس کو مقدس صوبہ سمجھا جاتا ہے ساڑھے چار سال میں جس طرح کی good governance کا مظاہرہ ہو رہا ہے وہ 2008 کے انتخابات اور لانگ مارچ تک پنجاب میں تبدیلی کے بعد جبکہ پنجاب کو اچھی خاصی رقم ورثے میں ملی تھی اس نے ایسی سکیمیں شروع کی ہیں جس میں لیپ ٹاپ، آٹا تقسیم اور اس کے علاوہ بہت ساری ایسی سکیمیں ہیں جو ختم ہونے کا نام ہی نہیں لے رہیں ہیں لیکن اس حکومت نے تعلیم عامہ اور صحت عامہ کے سلسلے میں ایک بھی مثبت قدم نہیں اٹھایا۔

جناب چیئرمین: آپ اپنی بات کو مختصر کریں۔

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان: جناب والا! آپ میری پوری بات تو سنیں۔

جناب چیئرمین: آپ اپنی بات مختصر کریں۔

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان: جناب والا! بات یہ ہے کہ آپ کا ایک اپنا ایم این اے شیشہ دکھا رہا ہے۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ آپ تشریف رکھیں۔

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان: نہیں، جناب والا! Listen to me.

جناب چیئرمین: اب تحاریک التوائے کار کا وقت شروع ہوتا ہے۔

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان: جناب والا! مجھے اپنی بات تو مکمل کرنے دیں۔

جناب چیئرمین: بس! اب آپ کی بات ہو گئی ہے۔

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان: جناب والا! میں پوائنٹ آف آرڈر پر بات کر رہا ہوں۔

جناب چیئرمین: پوائنٹ آف آرڈر پر اتنی لمبی بات نہیں ہوتی، یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): ان کی بات تو مکمل ہونے دیں۔

جناب چیئرمین: بسراء صاحب! آپ بات کرنا چاہتے ہیں تو کر لیں۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب والا! پہلے ان کی بات تو مکمل ہونے دیں۔

جناب چیئرمین: بسراء صاحب! آپ بات کر لیں۔

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان: جناب والا! اگر مجھے بات مکمل نہ کرنے دی گئی تو میں پھر واک آؤٹ کروں گا۔

جناب چیئرمین: آپ واک آؤٹ کریں گے تو پھر ہم آپ کو منا لائیں گے۔

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان: جناب والا! آپ میری بات تو مکمل ہونے دیں۔

جناب چیئرمین: یہ تو کوئی بات نہیں، آپ کو اتنا ٹائم دے دیا ہے۔

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان: جناب والا! میں دو منٹ میں اپنی بات ختم کر لیتا ہوں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! ویسے تو کسی بھی ایم این اے کی، کسی بھی کالم نگار کی کوئی اپنی ایک رائے ہو سکتی ہے لیکن کرنل صاحب جس طرح سے زور دے رہے ہیں تو جو آئینے اس کالم نگار نے پچھلے ساڑھے چار سال میں اور کسی کو دکھائے ہیں تو کیا پھر یہ اس بات کو بھی تسلیم کرتے ہیں کہ ان کی ہر بات کو جس طرح سے اب وہ ضد کر رہے ہیں کہ ان کی بات ایسے ہے جیسے کوئی

حدیث ہے، ان کی اپنی ایک رائے ہے یہ بات کر رہے ہیں کہ ڈاکٹر کچھ نہیں مانگ رہے۔ انہوں نے ان کے کالم سے پڑھا ہے اور شاید خود بھی اس بات پر یقین کرتے ہیں کہ ڈاکٹر کچھ نہیں مانگ رہے بلکہ وہ صرف سروس سٹرکچر مانگ رہے ہیں۔ یہ بہت بڑی غلط فہمی ہے ڈاکٹرز کا سروس سٹرکچر موجود ہے۔ کون کہتا ہے کہ ڈاکٹرز کا سروس سٹرکچر نہیں ہے اور کیا وہ صرف سروس سٹرکچر مانگ رہے ہیں؟

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان: پھر وہ کیا مانگ رہے ہیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): آپ کو یہ پتا ہے کہ ان کا سروس سٹرکچر ہے یا نہیں اور نہ آپ کو یہ پتا ہے کہ ان کا مطالبہ کیا ہے۔ آپ نے کل ان کے اس issue پر بحث کے لئے ٹائم رکھا اور پھر خود ہی کورم پوائنٹ آؤٹ کر کے اجلاس adjourn کروا دیا۔ اگر آپ کو اس پر اتنا درد تھا تو پھر کل آپ اپنے ایک ممبر سے کورم پوائنٹ آؤٹ نہ کرواتے۔ اب آپ جس دن چاہیں اس پر بحث رکھ لیں میں آپ کو یہ ثابت کروں گا کہ ڈاکٹرز کا سروس سٹرکچر ہے اور ان کے مطالبات کیا ہیں۔ ان کو ان کے سروس سٹرکچر کا پتا ہے اور نہ ان کو یہ پتا ہے کہ ان کے مطالبات کیا ہیں؟ جن کا یہ حوالہ دے رہے ہیں میں سمجھتا ہوں کہ اگر انہوں نے کالم میں یہ لکھا ہے تو پھر یہ ان کی بھی کم علمی ہے۔ Service structure is there

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان: رانا صاحب ہمیں ٹیوشن نہ پڑھائیں۔

جناب چیئرمین: آپ مل بیٹھ کر کوئی ٹائم رکھ لیجئے۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ ایک بہت important matter کی طرف دلانا چاہتا ہوں۔ 15۔ جون کے قومی اخبار کے اندر ایک بہت ہی important بات آئی ہے میں اخبار کا نام بھی لے دیتا ہوں یہ نوائے وقت کے back page پر بہت بڑی خبر لگی ہوئی ہے کہ یہاں لاہور میں شاہ پور کانجراں میں ایک بلین روپے کی لاگت سے Lahore Meat Complex بن رہا تھا جو کہ ایران اور پاکستان کا مشترکہ منصوبہ تھا۔ اس کے ہیڈ ڈاکٹر حامد جلیل صاحب تھے۔۔۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب چیئرمین! یہ کیا طریق کار ہے؟ اگر ان کے پاس کوئی issue ہے تو یہ اس پر تحریک التوائے کار لائیں ہم اس پر ڈیپارٹمنٹ سے جواب لے کر ایوان کو بتائیں گے لیکن یہ کیا طریقہ ہے کہ اخبار پکڑ کر آ گئے ہیں کہ یہ تحریک التوائے کار ہے۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب چیئرمین! میاں شہباز شریف صاحب کے داماد یوسف ہارون کی Poly Line Company ہے۔۔۔

جناب چیئرمین: آپ کا point آگیا ہے۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): ڈاکٹر حامد جلیل نے استعفیٰ دے دیا ہے اور شہباز شریف صاحب نے ان کا نام ECL پر ڈلوادیا ہے۔ وہ ڈیڑھ ملین روپے کا پراجیکٹ جویریہ شہباز جو کہ میاں شہباز شریف کی بیٹی ہے۔۔۔

جناب چیئرمین: ایسے نہیں۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): یہ اخبار میں آیا ہے۔

جناب چیئرمین: آپ لکھ کر لائیں۔ آپ تشریف رکھیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے سیاحت (رانا محمد ارشد): ان کا کام کیچڑ اچھالنا ہے۔

جناب چیئرمین: آپ لکھ کر لائیں۔ آپ تشریف رکھیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب چیئرمین! اس آدمی کو بیٹیوں اور بیٹوں کے نام لیتے ہوئے شرم آنی چاہئے۔ جب اس کے بیٹے کی بات ہوئی تھی تو اس وقت سب نے کہا تھا کہ اس کا بیٹا ہمارا بھی بیٹا ہے تو ہمیں بیٹوں تک نہیں جانا چاہئے۔ اب یہ کیا کر رہا ہے؟ اگر اس کے پاس کوئی تحریک التوائے کار ہے تو یہ لائے اور اس کی ایک ایک چیز کا جواب دیں گے۔ یہ جو بات کر رہا ہے یہ بالکل بے بنیاد اور غلط ہے۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب چیئرمین!۔۔۔

جناب چیئرمین: بس بات ختم ہو گئی، آپ تحریک التوائے کار لے آئیں۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): [*****] (قطع کلامیاں)

پارلیمانی سیکرٹری برائے سیاحت (رانا محمد ارشد): یہ جو کر رہے ہیں یہ کوئی طریقہ نہیں ہے۔ یہ ان کا پرانا وتیرہ ہے۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب چیئرمین!۔۔۔

---

* بحکم جناب سپیکر صفحہ نمبر 187 مورخہ 18۔ جولائی الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب چیئرمین: آپ تشریف رکھیں۔آپ لکھ کر لائیں۔

محترمہ زوبیہ رباب ملک: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی، محترمہ! آپ بات کریں۔

محترمہ زوبیہ رباب ملک: جناب چیئرمین! بہت ضروری بات ہے آپ House کو in order کریں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے سیاحت (رانا محمد ارشد): جناب چیئرمین! یہ بیس بیس گھنٹے کی لوڈشیڈنگ کر رہے ہیں۔ہم ان کی بات نہیں مانتے یہ کوئی طریقہ نہیں ہے۔

جناب چیئرمین: آپ تشریف رکھیں۔رانا صاحب پلیز! بیٹھیں۔اذان ہو رہی ہے۔

(اذانِ ظہر)

محترمہ زوبیہ رباب ملک: جناب چیئرمین! بہت شکریہ کہ آپ نے مجھے ٹائم دیا۔میں ایک بہت ہی اہم بات کرنا چاہتی ہوں۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب چیئرمین! میری بات سن لیں اور مجھے جواب بھی دیں وہ Poly Line Company کس کی ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ بات کہ وہ Poly Line Company کس کی ہے، وہاں پر کیا ہوا ہے۔۔۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): یوسف ہارون کی ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): بھائی بات تو سنو! وہ Poly Line Company کس کی ہے، وہاں پر کیا ہوا ہے؟

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): یوسف ہارون کی جو وزیراعلیٰ کا داماد ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب چیئرمین! بات یہ ہے کہ وہ کمپنی کس کی ہے یوسف ہارون کی ہے یا کس کی ہے، اس میں کون ملوث ہے، اس میں کوئی گڑبڑ ہوئی ہے؟ اس کے جواب کے لئے یا تو یہ اسمبلی سیکرٹریٹ میں تحریک التوائے کار جمع کرائیں۔ اگر یہ کہتے ہیں کہ یہ معاملہ بہت ہی urgent ہے تو انہوں نے جو تحریر ہاتھ میں پکڑی ہوئی ہے یہ آپ کو دیں اور ہم اسے کل out of

turn take up کر لیتے ہیں لیکن اس کا طریق کار یہی ہے کہ جو بھی معاملہ ہے اسے طریق کار کے مطابق take up کریں اس کا جو جواب ہوگا وہ کل پیش کر دیں گے۔اگر صرف ڈرامہ کرنا ہے تو اور چیز ہے لیکن معاملے کو take up کرنا ہے تو لائیں۔ہمارا کوئی ایسا معاملہ نہیں ہے جس میں کرپشن یا اس قسم کی کوئی manipulation ہو۔آپ کے پاس جو بھی ہے وہ لائیں ہم بالکل transparent طریقے سے اس کا جواب دینے اور معاملے کو سامنے رکھنے کے لئے تیار ہیں۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب چیئرمین!۔۔۔

جناب چیئرمین: جی، بسراء صاحب!

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں لاء منسٹر صاحب کی offer قبول کرتا ہوں۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے۔اب آپ تشریف رکھیں۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! [*****]، Poly Line Company کا مالک یوسف ہارون ہے۔۔۔

جناب چیئرمین: پلیز! آپ تشریف رکھیں۔آپ لکھ کر لے آئیں۔

جناب علی حیدر نور خان نیازی: ان کو تو نام کا بھی صحیح پتا نہیں یہ بات کیا کریں گے ؟

جناب چیئرمین: آپ تشریف رکھیں۔اب آپ کیوں بھاگ رہے ہیں ؟ آپ کل لکھ کر لائیں۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): آپ اس کے لئے ٹائم رکھیں۔

جناب چیئرمین: آپ لکھ کر لائیں تو ٹائم رکھا جائے گا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب چیئرمین! یہ فرما رہے ہیں کہ یوسف ہارون میاں صاحب کا عزیز ہے، میاں صاحب کا کوئی یوسف ہارون عزیز نہیں ہے۔یہ پہلے نام درست کر لیں، یہ اخباری خبر پڑھ کر باتیں کر رہے ہیں۔

جناب چیئرمین: بسراء صاحب! اب بات ختم ہو گئی ہے آپ بیٹھیں، آپ ایسا کیوں کر رہے ہیں؟ آپ لکھ کر لائیں۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): اس کا مطلب یہ ہوا کہ [****] نام غلط ہے۔

---

* بحکم جناب سپیکر صفحہ نمبر 187 مورخہ 18۔ جولائی الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب چیئرمین: آپ کو offer آ گئی ہے۔اب کیا مسئلہ ہے؟ آپ تشریف رکھیں۔آپ یہ چاہ رہے ہیں کہ اس کا نام ECL میں نہ ڈالا جاتا؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے سیاحت (رانا محمد ارشد): ڈاکوؤں کے نام ECL میں ڈالنے چاہئیں۔

جناب چیئرمین: آپ کمال کرتے ہیں۔آپ تشریف رکھیں۔آپ کو یہ اعتراض ہے کہ اس کا نام ECL میں کیوں ڈالا ہے؟ اگر ایک بات آئی ہے تو اس کی انکوائری ہو جائے گی۔

جناب علی حیدر نور خان نیازی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی، نیازی صاحب!

جناب علی حیدر نور خان نیازی: جناب چیئرمین! شکریہ۔بسراء صاحب میری صرف ایک بات سن لیں۔بسراء صاحب بڑی معلومات لے کر آئے ہیں، بڑی چٹیں پڑھ رہے ہیں اور بڑے الزامات لگا رہے ہیں لیکن ان کی لاعلمی کا یہ عالم ہے کہ یہ چیف منسٹر صاحب کے عزیز کا نام بھی غلط لے رہے ہیں۔انہیں جب صحیح نام کا ہی نہیں پتا تو پھر یہ اس پر کیا بات کر رہے ہیں؟ ان کی information اتنی غلط ہے کہ یہ نام ہی غلط لے رہے ہیں۔

جناب چیئرمین: چلیں، ٹھیک ہے آپ تشریف رکھیں۔محترمہ زوبیہ رباب ملک بات کریں گی۔

جناب علی حیدر نور خان نیازی: بسراء صاحب! پہلے نام ٹھیک کریں پھر الزام لگائیں۔جس شخص کو ایک بندے کا نام ہی ٹھیک نہیں آتا تو اس کے بارے میں اس کے پاس کیا معلومات ہو سکتی ہیں؟

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): میں اپنے بھائی کا مشکور ہوں اور ان کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ میاں صاحب کی بیٹی اور داماد دونوں اس کمپنی کے معاملات میں ملوث ہیں۔

جناب چیئرمین: دیکھیں، میری بات سنیں۔جب وزیر قانون کی طرف سے offer آ گئی ہے تو پھر آپ بحث نہ کریں۔اب اس پر بات کرنے کا کوئی مقصد نہیں رہتا اس لئے آپ بیٹھ جائیں۔

جناب علی حیدر نور خان نیازی: میں صرف یہ کہہ رہا ہوں کہ آپ جائیں اور اپنے مخبر سے نام ٹھیک کرا کر لائیں۔آپ پہلے نام ٹھیک کر کے لائیں۔آپ کی لاعلمی کا یہ عالم ہے کہ جس شخص پر الزام لگا رہے ہیں آپ کو اس کا نام بھی نہیں آتا۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): مجھے پتا ہے کہ آپ ان کے رشتہ دار ہیں۔

جناب علی حیدر نور خان نیازی: آپ کو اس کا نام بھی نہیں آتا۔آپ جس شخص پر الزام لگا رہے ہیں آپ کو اس کا نام بھی نہیں آتا۔ جس شخص کو نام کا ہی نہیں پتا اس کے پاس معلومات کیا ہوں گی؟ بسراء صاحب! ہم آپ کی ہر بات سننے کے لئے تیار ہیں لیکن آپ نام ٹھیک کر لیں۔ پہلے آپ نام ٹھیک کریں۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): صرف نام ہی غلط ہے الزامات تو ٹھیک ہیں۔

جناب علی حیدر نور خان نیازی: نہیں، ہم آپ کی بات اس وقت سنیں گے جب آپ نام ٹھیک لیں گے۔ پہلے نام ٹھیک لیں اور پھر الزام لگائیں۔

جناب چیئرمین: اب بس تشریف رکھیں۔ بسراء صاحب! دیکھیں، آپ لکھ کر لائیں گے تو تب بات ہو سکے گی۔ جی، محترمہ! آپ بات کریں۔

جناب علی حیدر نور خان نیازی: بسراء صاحب! پہلے آپ جائیں اور اپنے مخبر سے نام ٹھیک کروا کر لائیں۔ آپ اُٹھ کر الزام لگا دیتے ہیں حالانکہ آپ کے پاس معلومات ہی نہیں ہوتیں۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): کیا میں میاں صاحب کی بیٹی کا نام بتا دوں؟

جناب علی حیدر نور خان نیازی: کیا آپ کی بیٹیوں کے نام ہم یہاں لیں، کیا آپ کی بیٹیوں کے نام نہیں ہیں؟ آپ کو تو بات کرنے کی تمیز ہی نہیں ہے۔ آپ کی بیٹیوں کے نام بھی لئے جا سکتے ہیں۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): اب مجھے نام بتانے دیں، اب میں نام بتانے لگا ہوں۔ (قطع کلامیاں)

جناب چیئرمین: آرڈر پلیز، آرڈر پلیز۔ نیازی صاحب! تشریف رکھیں۔ بسراء صاحب! آپ بھی بیٹھ جائیں۔

جناب علی حیدر نور خان نیازی: ہم آپ کی عزت کرتے ہیں اس لئے آپ بھی عزت کریں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے سیاحت (رانا محمد ارشد): جناب چیئرمین! میاں شہباز شریف کے خوف سے تو انہیں رات کو نیند نہیں آتی۔

محترمہ زوبیہ رباب ملک: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: رانا ارشد صاحب! آپ بیٹھیں۔ محترمہ زوبیہ رباب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

محترمہ زوبیہ رباب ملک: جناب چیئرمین! میں آپ اور معزز ممبران سے درخواست کروں گی کہ اگر کوئی ممبر پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنے کے لئے کھڑا ہوتا ہے تو اس کو بھی بات کرنے کا موقع دے دیا کریں۔

جناب چیئرمین: جی، محترمہ! آپ بات کریں۔

محترمہ زوبیہ رباب ملک: جناب چیئرمین! بہت مہربانی، بہت شکریہ۔ میں سمجھتی ہوں کہ آج میرے لئے ہی نہیں بلکہ پوری پنجاب اسمبلی کے لئے ایک خوشی کا دن ہے۔ میں نے اس اسمبلی میں بطور ممبر ایک قرارداد پیش کی تھی کہ بھیرہ کو تحصیل کا درجہ دیا جائے جس کو متفقہ طور پر منظور کر لیا گیا تھا۔ آج میں آپ سب کا شکریہ ادا کرتی ہوں۔ سپیکر صاحب اور House کے سب قابل احترام ممبران کا شکریہ ادا کرتی ہوں کیونکہ آج اس تحصیل بھیرہ کا notification ہو گیا ہے۔ آپ سب لوگوں کو بہت مبارک ہو۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب ممبران کو issues پر بات کرنے کا موقع دے اور ہم دس کروڑ عوام کو ان کے حقوق دلائیں۔ ہم منتخب ہو کر اسمبلی میں عوام کے مسائل حل کرنے کے لئے آتے ہیں۔ تو میں آپ سب اور سیکرٹری صاحب کی بھی شکر گزار ہوں۔ Thank you so much.

تحاریک التوائے کار

جناب چیئرمین: اب ہم تحاریک التوائے کار لیتے ہیں۔ تحریک التوائے کار نمبر 643 سردار خالد سلیم بھٹی صاحب کی ہے۔

میاں محمد رفیق: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: میاں صاحب! آپ کو بعد میں time دیتے ہیں۔ سردار خالد سلیم بھٹی صاحب کی تحریک پڑھی جا چکی ہے اور اس کا جواب آنا تھا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب چیئرمین! اگر آج اس وقت سپیکر صاحب Chair پر ہوتے تو میں شیخ علاؤالدین صاحب کی تحاریک التوائے کار کے حوالے سے عرض کرتا کیونکہ کل بھی یہی بات کورم point out کرنے کی وجہ بنی تھی۔ یہ ٹھیک ہے کہ شیخ صاحب بڑی محنت کرتے ہیں اور ان کی طرف سے بہت زیادہ تحاریک التوائے کار آتی ہیں لیکن اگر آپ چودہ یا پندرہ تحاریک التوائے کار ایک ہی ممبر کی رکھیں گے تو پھر دوسرے ممبران کی طرف سے لازماً اعتراض آئے گا تو اسمبلی سیکرٹریٹ کو اس بات کو ملحوظ خاطر رکھنا چاہئے۔ میرا خیال ہے کہ اگر internal working میں ایسا

کر لیا جائے کہ ایک ممبر کی ایک وقت میں دو تحاریک آئیں اور اس کے بعد پھر کسی دوسرے ممبر کی تحریک آ جائے تاکہ ایک مناسب صورتحال محسوس ہو سکے۔ شیخ صاحب کی طرف سے تحاریک التوائے کار کے جو notices ابھی recently issue ہوئے ہیں تو ان کا میں متعلقہ محکموں سے جواب لے رہا ہوں اس لئے ان کو آپ pending فرمادیں۔

جناب چیئرمین: جی، ابھی تو میں نے ان کی بات ہی نہیں کی۔ وہ تو ٹھیک ہے لیکن اس وقت تو میں سردار خالد سلیم بھٹی صاحب کی تحریک التوائے کار نمبر 643 کے حوالے سے بات کر رہا ہوں اور اس کا جواب آنا تھا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب چیئرمین! غالباً یہ کل پیش ہوئی تھی اور ابھی تک اس کا جواب موصول نہیں ہوا۔ اس میں انہوں نے ایک پرنسپل صاحب کے متعلق معاملہ اٹھایا ہے تو اس کو آپ pending فرمادیں۔ میں کوشش کروں گا کہ اس کا جمعہ تک جواب آ جائے۔

جناب چیئرمین: تو کب تک اس کو pending کیا جائے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): آپ اس کو جمعہ تک کے لئے pending کر دیں۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے سردار خالد سلیم بھٹی صاحب کی تحریک التوائے کار نمبر 643 کو جمعہ تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ وزیر قانون صاحب! کیا آپ نے شیخ صاحب کی تمام تحاریک التوائے کار کو pending کرنے کے لئے کہا ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جی، ہاں۔ کل شیخ صاحب نے اپنی دو تحاریک پڑھ لی تھیں اور میرا خیال ہے کہ کوئی دس یا گیارہ تحاریک اور ہیں تو ان سب کو آپ pending فرمادیں۔ میں کوشش کروں گا کہ جمعہ تک ان کا جواب موصول ہو جائے۔

جناب چیئرمین: چلیں، ٹھیک ہے۔ شیخ صاحب کی تحاریک التوائے کار کو جمعہ تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب چیئرمین! بات یہ ہے کہ چھ چھ مہینے کے بعد اب یہ تحاریک آئی ہیں۔ میں نے سپیکر صاحب کو in writing کہا تھا کہ میں ملک سے باہر گیا ہوں۔ یہ کہہ دینا کہ اسمبلی کا عملہ یا دفتر مجھے favour کر رہا ہے مناسب نہیں اور یہ بڑی زیادتی ہے۔ میری تحاریک التوائے کار چھ چھ مہینے بعد اب آئی ہیں اور تمام کی تمام burning issues پر ہیں۔

جناب چیئرمین: وزیر قانون صاحب! میرا خیال ہے کہ شیخ صاحب کی جو تحاریک التوائے کار آج ایجنڈا پر ہیں انہیں وہ پڑھ دیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): چلیں، اگر آپ ایسا چاہتے ہیں تو پھر شیخ صاحب اپنی ساری تحاریک پڑھ دیں۔ شیخ صاحب کو غلط فہمی ہوئی ہے کیونکہ میں نے یہ بالکل نہیں کہا کہ اسمبلی سیکرٹریٹ کا کوئی عملہ شیخ صاحب کو favour کر رہا ہے۔ ایسی بات بالکل نہیں ہے۔ دراصل سیکرٹریٹ میں اصول یہ ہے کہ جیسے جیسے notices موصول ہوتے ہیں اسی حساب سے نمبر لگتے جاتے ہیں۔ اگر وہاں پر سپیکر صاحب کی طرف سے ایسا حکم صادر ہو جائے کہ ایک ہی ممبر کی اکٹھی چودہ یا پندرہ تحاریک enlist نہ ہونے پائیں اس طرح تھوڑا مناسب رہے گا اور باقی ممبران کو بھی موقع مل جائے گا۔

جناب چیئرمین: سیکرٹری صاحب! آئندہ کے لئے نوٹ کر لیں۔ شیخ صاحب! آپ اپنی تحریک التوائے کار نمبر 747 پڑھ لیں۔

پنجاب میں سرکاری حکم سے ہزاروں سکول بند ہونے سے بچوں اور والدین کو پریشانی کا سامنا

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ پنجاب بھر میں مورخہ 10۔ مارچ 2012 کو جاری شدہ ایک حکم نامہ کی بنیاد پر 6200 ایسے سکول جو انتہائی غریب والدین کے بچوں کو بنیادی تعلیم مہیا کر رہے تھے بند کرنے کا حکم دے دیا ہے۔ ان سکولوں میں بچوں کی تعداد 248000 ہے اور ان میں سے بہت سے نہایت دور پسماندہ علاقوں میں واقع ہیں اور جہاں پر کوئی اور سکول بھی نہ ہے۔ ان سکولوں میں زیر تعلیم بچوں کے والدین مزدور پیشہ ہیں جن کو انتہائی محنت سے بچوں کو تعلیم دلانے کی طرف راغب کیا گیا تھا اور خاص طور پر لڑکیوں کو جن کی بہت بڑی تعداد ان سکولوں میں تعلیم پا رہی تھی۔ معاملے کی سنگینی کا اندازہ صرف ڈسٹرکٹ لیہ میں ایسے علاقے جہاں پانچ کلومیٹر یا اس سے بھی زیادہ فاصلے تک کوئی سرکاری سکول نہ ہے لیکن یہ تمام تعلیمی ادارے بند کر دیئے گئے ہیں۔ یہ سکول پنجاب کے 31 اضلاع میں کام کر رہے تھے جن میں ضلع قصور بھی شامل ہے۔ ایسے تمام سکول جن میں پڑھنے والے بچوں کا اب کوئی تعلیمی مستقبل نہ رہا ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب چیئرمین: چلیں، یہ pending کر دی گئی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 748 ہے۔

جیل روڈ لاہور پر سرکاری اور پرائیویٹ تعلیمی اداروں میں تقریبات اور فاسٹ فوڈ پر آنے والے لوگوں کے رش سے ہسپتالوں کے مریضوں کو مشکلات کا سامنا

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ لاہور میں بڑھتی ہوئی بے ہنگم ٹریفک جو لوگوں کے لئے مسلسل مسئلہ بنی ہوئی ہے اور جس کی ایک بدترین مثال جیل روڈ پر واقع تعلیمی اداروں، پرائیویٹ ہسپتالوں، فاسٹ فوڈ چینز کا ایک نہ ختم ہونے والا سلسلہ بھی ہے۔ سروسز ہسپتال اور خاص طور پر پنجاب انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی میں جانے والے مریضوں اور لواحقین کی حالت کا تصور کرنے سے ہی رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ زمینی حقائق یہ ہیں کہ جیل روڈ پر کنیئرڈ کالج کے سامنے دن کے بیشتر حصوں میں اور رات کو بھی کالج میں ہونے والی مسلسل تقریبات گھنٹوں تک ٹریفک کو ساکت و جامد کر دیتی ہیں اور ان میں ایمبولینسز بھی ہوتی ہیں جن میں پڑے مریضوں کا کوئی پُرسان حال نہیں ہوتا۔ ایسے ہی حالات لاہور کالج یونیورسٹی کے سامنے روزانہ دیکھنے میں آ رہے ہیں۔ یہ امر بھی مدنظر رکھنا ہوگا کہ لاہور کالج یونیورسٹی جب اپنی Full Strength پر پہنچے گی تو جیل روڈ پر ٹریفک کا حال کیا ہوگا؟ بنیادی وجہ یہ ہے کہ یہ تمام تعلیمی ادارے اور پرائیویٹ ہسپتالوں کے سامنے جیل روڈ کے دونوں اطراف انتہائی تنگ سروس روڈ واقع ہے اور کہیں پر بھی Slip Roads بنانے کا آج تک نہ سوچا گیا ہے۔ جیل روڈ پر واقع تمام ہسپتال اور تعلیمی ادارے بغیر کسی مناسب Set Back کے بنائے گئے ہیں۔ ان تمام تعلیمی اداروں کے سامنے Slip Roads جو ان تعلیمی اداروں کی سامنے کی دیوار کے کم از کم 40 فٹ اندر فوری بنائی جانی چاہئے تھیں جو طالبات کے Pick & Drop کے ساتھ ساتھ ٹریفک کے بہاؤ میں کسی قسم کی رکاوٹ نہ پیدا کر سکیں اور مین جیل روڈ پر گزرنے والی تمام ٹریفک جو سروسز ہسپتال اور کارڈیالوجی انسٹیٹیوٹ کو جا رہی ہو بغیر کسی رکاوٹ کے پہنچ سکے۔ لاہور کی تمام اہم سڑکوں گلبرگ، گارڈن ٹاؤن، جوہر ٹاؤن، مولانا شوکت علی روڈ اور شادمان کے تمام علاقے پرائیویٹ تعلیمی اداروں اور ریسٹورینٹس کی وجہ سے لاہور کی ٹریفک کو ناقابل اصلاح بنا چکے ہیں۔ ہر وہ تعلیمی ادارہ جس کے اندر Pick & Drop کے لئے کم از کم 40 سے 50 فٹ تک Set Back نہ ہو اور ہر وہ ریسٹورینٹ جس کے اندر معقول پارکنگ نہ ہو کو جاری رکھنا عوام دشمنی کے

مترادف ہے جو ہر گزرنے والے دن کے ساتھ بڑھتا ہی جا رہا ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب چیئرمین: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب چیئرمین! اس تحریک التوائے کار کا جواب موصول نہیں ہوا، اس کو pending فرما دیں۔

جناب چیئرمین: زیر غور تحریک التوائے کار جمعہ تک pending کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 749 ہے۔

لاہور میں بے جا ٹریفک چالانوں کی وجہ سے مقامی شہری اور دوسرے شہروں سے آنے والے لوگوں کو مشکلات کا سامنا

شیخ علاؤالدین: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ ٹریفک چالانز کے وصولی جرمانہ اور گاڑیوں اور موٹر سائیکلوں کے کاغذات کی واپسی کا انتہائی پیچیدہ طریق کار عوام کے لئے مسلسل پریشانی کا باعث بنا ہوا ہے۔ ٹریفک قوانین کی کسی بھی قسم کی خلاف ورزی کی صورت میں ٹریفک پولیس اہلکاران چالان کرنے کے ساتھ ہی گاڑی کے کاغذات، ڈرائیونگ لائسنس اور شناختی کارڈ لے لیتے ہیں۔ اکثر یہ دیکھا گیا ہے کہ بچوں اور خواتین کے ساتھ اور خاص طور پر وہ لوگ جو لاہور سے باہر دوسرے شہروں سے آئے ہوتے ہیں عجیب پریشانی کے عالم میں سڑکوں پر خوار ہو جاتے ہیں ان کو حکم دیا جاتا ہے کہ پہلے بنک میں جا کر جرمانہ جمع کراؤ پھر کاغذات مخصوص چوکی یا ٹریفک pickets سے لائن میں جا کر دھوپ، بارش میں کھڑے ہو کر حاصل کرو۔ یہ انتہائی بے رحمانہ طریقہ جو کسی صورت عوام کے مفاد میں نہ ہے اور اکثر اوقات اسی وجہ سے لوگ مجبوراً مک مکا کر کے جان چھڑاتے ہیں اور اس طرح جرمانے کا ایک بڑا حصہ کہاں جاتا ہے اس کو سمجھنے کے لئے کوئی راکٹ سائنس درکار نہ ہے۔ فوری طور پر وصولی جرمانہ کا طریق کار آسان اور فول پروف بننا چاہئے جس میں عوامی سہولت کو مدنظر رکھا جائے اور اس کے لئے آسان یہ ہو گا کہ جس طرح موبائل فونز کے ذریعے یوٹیلٹی بلوں کی رقم ٹرانسفر کی سہولت موجود ہے کو موثر بنایا جائے۔ اسکے ساتھ ساتھ Credit Card Machine سسٹم کو پورے نیٹ ورک میں Track Monitoring کے ذریعہ چلایا جائے اور مزید ہر مین روڈ پر تقریباً ایک کلومیٹر

فاصلہ پر کولیکشن بوتھ بھی بنائے جائیں جو Daily Basis پے جرمانہ وصول کرے اور وہیں سے کاغذات کی واپسی بھی ممکن ہو لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب چیئرمین: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب چیئرمین! اس تحریک کا بھی جواب موصول نہیں ہوا، اسے pending فرمادیں۔

جناب چیئرمین: زیر غور تحریک التوائے کار بھی جمعہ تک pending کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 750 شیخ علاؤالدین صاحب کی ہے۔

چیئرمین انڈس واٹر بیسن جناب جماعت علی شاہ کی ملی بھگت سے انڈیا کا کئی دریاؤں پر ڈیم تعمیر کرنا

شیخ علاؤالدین: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ چیئرمین انڈس واٹر بیسن پراجیکٹ جناب جماعت علی شاہ اپنی ریٹائرمنٹ کے دوسرے دن ہی ملک سے فرار ہو کر کینیڈا پہنچ چکے ہیں۔ چیئرمین موصوف نے اپنے دور میں بھارت کو مختلف ڈیم بنانے کے لئے موقع دے کر پاکستان سے غداری کا کیا پایا؟ یہ وہ سوال ہے جو آج 18 کروڑ عوام اور پنجاب کے 9 کروڑ عوام جو موصوف چیئرمین کی وجہ سے سب سے زیادہ متاثر ہوں گے پوچھا جا رہا ہے۔ دریائے چناب، دریائے جہلم اور یہاں تک کہ دریائے سندھ پر نمو باز ڈیم کس طرح بن گیا۔ یہ بھی محترم جماعت علی شاہ کا ہی کارنامہ ہے۔ لیہ ضلع میں 57 میٹر بلند نمو باز منصوبہ مکمل کیا جا رہا ہے۔ اس کے علاوہ بھارتی کشمیر کے ضلع کارگل میں دریائے سندھ میں شامل ہونے والے دریائے سورو پر بھی 42 میٹر بلند چوٹک بجلی گھر بنایا جا رہا ہے۔ یہ منصوبے پاکستان کی لائف لائن دریائے سندھ میں پانی کے بہاؤ کو کم کر دیں گے۔ مذکورہ ڈیمز 12 کروڑ کیوبک میٹر پانی ذخیرہ کر سکتے ہیں۔ بھارت نے مذکورہ دونوں منصوبوں کی ٹرانس باؤنڈری اثرات کے حوالے سے پاکستان کی طرف سے کلیئرنگ دکھا کر سندھ طاس معاہدے کی خلاف ورزی کرتے ہوئے اقوام متحدہ سے 7 سال میں 4 لاکھ 82 ہزار 83 ڈالر کاربن کریڈٹ حاصل کرنے کی بھی منظوری حاصل کر لی ہے۔ تاہم وزارت مستقبل میں اس قسم کی غفلت کے ارتکاب کو روکنے کے لئے ایس او پی بنانے کے سوا

ان منصوبوں کے ماحولیات پر اثرات سے متعلق کلیئرنس دینے میں ملوث وزارت ماحولیات اور وزارت خارجہ کے ذمہ دار افسران کا بھی آج تک تعین نہیں کر سکی اور حیران کن طور پر 2010 میں پاکستان انڈس واٹر کمیشن کو جب معلوم ہوا کہ نمو باز گو منصوبے کی تکمیل کے بعد اس کا ڈیزائن بدلنا ممکن ہے تو اس منصوبے کے معاملے کو ہر سطح پر اٹھانا شروع کر دیا۔ اس عمل سے بھارت کی آبی جارحیت بلکہ دہشت گردی کھل کر سامنے آچکی ہے۔ یہ تلخ حقیقت ہے کہ بھارت دوستی کے لبادے میں اور ثقافتی طائفوں کے آنے جانے میں اپنا کام کر گیا ہے اور اب ہمیں دوستی کا درس دیا جا رہا ہے، تجارت کا درس دیا جا رہا ہے۔ حقیقتاً ہماری زرعی منڈیاں بھی بھارتی کنٹرول میں آچکی ہیں۔ خدانخواستہ خدانخواستہ ہماری یہ بے حسی اس مملکت خداداد کو ایتھوپیا نہ بنا دے۔ اس اہم موضوع پر ہر معزز ممبر کو توجہ دینا چاہئے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب چیئرمین: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب چیئرمین! اس تحریک کا جواب موصول نہیں ہوا، اس کو بھی pending فرما دیں۔

جناب چیئرمین: اس تحریک التوائے کار کو بھی pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 751 شیخ علاؤالدین صاحب کی ہے۔

سندھ اور پنجاب میں بڑی تعداد میں معصوم لڑکیوں اور عورتوں کا اغواء، خرید و فروخت اور سمگلنگ میں مسلسل اضافہ

شیخ علاؤالدین: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ سندھ اور پنجاب میں بڑی تعداد میں جرائم پیشہ گروہ معصوم لڑکیوں اور عورتوں کو اغواء کر رہے ہیں۔ یہ گروہ نہ صرف پنجاب، سندھ بلکہ بلوچستان اور سرحد تک عورتوں اور معصوم بچیوں کی خرید و فروخت اور غیر ممالک میں ان کی سمگلنگ میں ملوث ہیں۔ محرک معزز ایوان کے سامنے صرف دو ایسے واقعات پیش کر رہا ہے جو ویسے تو (Tip of the Ice Berg) ہیں لیکن ان سے حالات کی سنگینی کا اندازہ ہو سکتا ہے۔ واقعات کچھ یوں ہیں کہ لاڑکانہ سندھ سے دو بچیاں جن کی عمر بارہ اور تیرہ سال ہیں اور جن کو لاہور اور فیصل آباد سے اغواء کیا گیا تھا اور ان معصوم بچیوں جن کو صحیح نام بتانا بھی نہیں آتا کو مبلغ -/35,000

روپے اور -/1,50,000 روپے میں نظام الدین جتوئی اور امتیاز جتوئی کے ساتھ نکاح کر دیا گیا تاکہ ان معصوموں کو غیر ممالک کو سمگل کیا جا سکے۔ لڑکیوں کے والد نے انتہائی محنت و مشقت سے لڑکیوں کو برآمد کروایا اور اس میں ایس ایس پی لاڑکانہ اعتزاز احمد گورایہ اور اے ایس پی لاڑکانہ ندیم قریشی نے قابل تعریف کارکردگی کا مظاہرہ کیا۔ اب سوال یہ ہے کہ کتنی تعداد میں خواتین اور معصوم بچیاں جو پنجاب میں اغواء ہو رہی ہیں ان کا Recovery Rate کیا ہے اور جو معصوم عورتیں اور بچیاں نہیں مل سکیں اور ان کے وارثان کے پاس اتنے وسائل بھی نہ ہیں ان سب کا جواب دہ کون ہے؟ نوانکوٹ لاہور کے علاقے سے تین بچیاں مائزہ، فائزہ اور حرا جو کہ ایک تھانیدار مسمی منظور، اے ایس آئی کے بیٹوں نے اپنے تھانیدار باپ سے مل کر اغواء کیں اور جن میں مائزہ کی عمر 20 سال ہے ریحان بٹ نامی شخص کے گیسٹ ہاؤس سے برآمد ہوئی اور جس گیسٹ ہاؤس میں پچاس سے زائد اور عورتیں بھی موجود تھیں سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ عزتوں کے رکھوالے عزتوں کا کیا کر رہے ہیں۔ Women Empowerment کی باتیں کرنا عورتوں کی فلاح و بہبود کی باتیں کرنا ایک فیشن بن چکا ہے لیکن اصل میں جو مظلوم عورتوں پر گزر رہی ہے وہ حقیقی تصویر کوئی دیکھنے کو تیار ہے اور نہ دکھانے کو۔ بے شمار مظلوم عورتیں ایسے ہی حالات سے گزر کر اپنے گھر والوں کے لئے بھی قابل قبول نہیں رہتیں۔ عورتوں اور بچیوں کے اغواء کو انتہائی آہنی ہاتھوں سے اور ہر کیس کو Day to Day Progress کی بنیاد پر چلایا جائے۔ لہٰذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب چیئرمین: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب چیئرمین! اس تحریک کا بھی جواب موصول نہیں ہوا، اس کو بھی pending فرما دیں۔

جناب چیئرمین: اس تحریک التوائے کار کو بھی pending کیا جاتا ہے۔ اب تحاریک التوائے کار کا وقت ختم ہوتا ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب چیئرمین! میں صرف ایک بات کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ لاء منسٹر صاحب نے ہمارے بھائی چودھری شوکت محمود بسراء صاحب کے کہنے پر جو مہربانی کی ہے میں اُس میں صرف یہ اضافہ کرنا چاہوں گا کیونکہ اوپر بہت سے ایسے لوگ بیٹھے ہیں جو Corporate Law کو سمجھتے ہیں۔ وہ جو بھی تحریک کل لائیں، میری آپ سے گزارش ہے کہ اس میں فارم-29 اور فارم-A کا ضرور حوالہ دیں، کسی بھی limited company کے مالکان کا پتا کرنے کے لئے فارم-29 جو SECP کا ایک

document ہے اس کی بنیاد پر بات کی جائے۔ ہمارے صحافی بھائی جو اوپر بیٹھے ہیں یہ Corporate Law جانتے ہیں اور House میں اور لوگ بھی جانتے ہیں۔ میں جناب وزیر قانون سے کہوں گا کہ اگر یہ فارم۔29 کی بنیاد پر لایا جائے تو اس کو ضرور سنا جائے۔ میں بھی سننا چاہتا ہوں کہ یہ کیا بات ہے۔ بہت شکریہ

جناب چیئرمین: شکریہ

محترمہ خدیجہ عمر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی، محترمہ!

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! ابھی میرے بھائی شیخ علاؤالدین صاحب خواتین کی empowerment کے حوالے سے تحریک التوائے کار پڑھ رہے تھے۔ میں یہاں یہ بتانا ضروری سمجھتی ہوں کہ انہوں نے کہا کہ خواتین فرضی باتیں کرتی ہیں۔ میں یہ کہتی ہوں کہ جب اس House کے اندر خواتین کو respect دی جائے گی تو اس سے ایک اچھا message جائے گا۔ جب اس House کے اندر خواتین کے ساتھ بدسلوکی ہوتی ہے اور ان کا احترام نہیں کیا جاتا ہے تو آپ کیا توقع کرتے ہیں کہ باہر کے لوگ احترام کریں گے وہ یہی حال کریں گے اس لئے میری اس House کے تمام ممبران سے گزارش ہے کہ یہاں پر جو خواتین آتی ہیں تمام معزز خاندانوں سے تعلق رکھتی ہیں۔ ان کو عزت دینا دونوں اطراف کے لئے ضروری ہے لیکن یہاں پر جو حال اُس دن ہوا، اُس سے پہلے خواتین کے ساتھ جو سلوک ہوتا ہے اور جو زبان استعمال کی جاتی ہے میں اس پر condemn کرتی ہوں۔ اس طرح تحریک التوائے کار دینے سے یہ مت سمجھیں کہ یہ خواتین کی نمائندگی کر رہے ہیں۔ انہیں عملی طور پر بھی کچھ کرنا چاہئے۔

جناب چیئرمین: شکریہ

میاں محمد رفیق: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی، میاں صاحب!

میاں محمد رفیق: جناب چیئرمین! آپ کا بے حد شکریہ۔ میں یہ بات ریکارڈ پر لانا چاہتا ہوں کہ ایک دو اجلاس پہلے میں نے بھی بھارتی آبی جارحیت پر ایک تحریک التوائے کار جمع کرائی تھی کہ بھارت ہمارے تین دریاؤں پر قبضہ کر رہا ہے۔ اس نے 65 منصوبے تکمیل کرنے ہیں جن میں سے 35 منصوبے جہلم، چناب اور سندھ پر مکمل کر لئے ہیں۔ میں نے ایک تحریک التوائے کار ایک اخباری خبر اور بہت بڑے

symposium seminar کی بنیاد پر جمع کرائی تھی اس کو یہاں پر اسمبلی انتظامیہ نے یہ کہہ کر kill کر دیا کہ یہ وفاقی معاملہ ہے۔ شیخ صاحب کی میں تحسین کرتا ہوں کہ یہ بہت اہم معاملات کو ایوان میں لاتے ہیں، میں بے حد خوش ہوں اور ان کی تحسین بھی کرتا ہوں میری اس تحریک کو جسے kill کیا گیا تھا میں اس پر احتجاج کرتا ہوں کہ اگر وہ وفاقی معاملہ تھا اور یہاں بیٹھے ہوئے وفاق کے ممبران کو خوش کرنے کے لئے میری تحریک کو kill کیا گیا تھا اب اس کو شیخ صاحب کی تحریک کے ساتھ جوڑا جائے اور شامل کیا جائے۔ یہ میرا احتجاج ہے کہ یہ بھی وفاقی معاملہ ہے اور وہ بھی وفاقی معاملہ تھا۔

جناب چیئرمین! میری ایک تحریک التوائے کار 738 تھی اس کا کیا ہوا؟ اس کے پڑھنے کی باری نہیں آئی۔

جناب چیئرمین: میاں صاحب! آپ اس کا اسمبلی سیکرٹریٹ سے پتا کر لیجئے گا۔ اب تحاریک التوائے کار کا وقت ختم ہو گیا ہے۔ شکریہ

Now, we take up the Provincial Assembly of the Punjab Privileges (Amendment) Bills 2008 (Bill No. 15 of 2008). Ch Aamar Sultan Cheema may move the motion for the consideration of the message of the Governor.

چودھری عامر سلطان چیمہ صاحب تشریف نہیں رکھتے اس لئے یہ dispose of کی جاتی ہے۔

قرارداد

(مفاد عامہ سے متعلق)

جناب چیئرمین: اب ہم مفاد عامہ کی قرارداد لیتے ہیں۔ محترمہ نجمی سلیم کی جانب سے قرارداد ہے۔ محترمہ! آپ اپنی قرارداد پیش کریں۔

ائیر بیس کو گروپ کیپٹن (ریٹائرڈ) سیسل چودھری کے نام سے منسوب کرنا

محترمہ نجمی سلیم: میں یہ قرارداد پیش کرتی ہوں کہ:

"یہ ایوان وفاقی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ گروپ کیپٹن (ریٹائرڈ) جناب سیسل چودھری کو خراج تحسین پیش کرنے کے لئے ملک کے کسی بھی ایئر بیس کو ان کے نام سے منسوب کیا جائے۔"

جناب چیئرمین: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"یہ ایوان وفاقی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ گروپ کیپٹن (ریٹائرڈ) جناب سیسل چودھری کو خراج تحسین پیش کرنے کے لئے ملک کے کسی بھی ایئر بیس کو ان کے نام سے منسوب کیا جائے۔"

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس میں گورنمنٹ کی طرف سے اس قرارداد کی کاپی Ministry of Defence کے through پاکستان ایئر فورس کو بھجوائی گئی تھی۔ ان کا جواب میں پڑھ دیتا ہوں۔

The undersigned is directed to refer to the Government of Punjab letter dated 8th May 2012 on the subject and to intimate that the proposal by the honourable members of Punjab Assembly to name any PAF Base after group captain Cecel Ch. SJ (late) un-doubtedly is thoughtful gesture. Pakistan Air Force in keeping with its traditions has always honoured its heroes and would look into the possibility in due course of time.

انہوں نے ایک positive جواب دیا ہے۔ اس لئے اب آگے محترمہ جو مناسب سمجھیں وہ کر لیں۔

جناب چیئرمین: جی، محترمہ!

محترمہ نجمی سلیم: جناب چیئرمین! یقینی طور پر پاکستان کے اندر جس طرح اقلیتوں نے اپنا بھرپور کردار ادا کیا ہے۔ جناب سیسل چودھری بھی 1965 اور 1971 کی جنگوں کے عظیم ہیرو تھے۔ جنہوں نے اپنی

جان کی پرواہ نہ کرتے ہوئے اپنے ملک اور قوم کے لئے قربانی دی اور انتہا کی حد تک وہ اپنے ملک کی خاطر لڑے۔ میں سمجھتی ہوں کہ اس وقت وزیر قانون صاحب نے جو بتایا ہے اس سے ہمارے ملک کے اندر interfaith harmony کو مزید استحکام ملے گا، ملک کے اندر مذہبی رواداری کو فروغ ملے گا اور اس سے ہمارے اندر بھائی چارے کی فضا پیدا ہوگی۔ میں سمجھتی ہوں یہ ایک اچھا اقدام ہوگا کیونکہ ہمارے دوسرے فوج کے قومی ہیرو جو شہید ہوئے یا غازی ہوئے ان کو جس طرح خراج تحسین پیش کیا جاتا ہے اسی طرح میری قرارداد کو متفقہ طور پر پاس کر کے جناب سیسل چودھری کو بھی خراج تحسین پیش کیا جانا چاہئے۔ شکریہ

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! انہوں نے positive جواب دیا ہے۔

جناب چیئرمین: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ:

"یہ ایوان وفاقی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ گروپ کیپٹن (ریٹائرڈ) جناب سیسل چودھری کو خراج تحسین پیش کرنے کے لئے ملک کے کسی بھی ایئر بیس کو ان کے نام سے منسوب کیا جائے۔"

(قرارداد متفقہ طور پر منظور ہوئی)

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب چیئرمین: آج کے اجلاس کا ایجنڈا ختم ہو گیا ہے لہذا اب اجلاس کل بروز بدھ 18۔ جولائی 2012 صبح 10:00 بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔